فروری
2023ء

حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝٥ (القرآن:54)

ماہنامہ

حکمت بالغہ

جھنگ

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علوم قرآنی کے فروغ کا نقیب

قرآن اکیڈمی جھنگ

جلد : 17 | وَلَقَدۡ يَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّكۡرِ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّكِرٍ (القران) | رجب : 1444ھ

شمارہ : 02 | اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ۲۷ سورۃ القمر) | فروری : 2023ء

ISSN : 2305-6231

ماھنامہ

حِکمت بالغہ

جھنگ

بانی مدیر : انجینئر مختار فاروقیؒ

مدیر مسئول : انجینئر عبد اللہ اسماعیل

مشاورت

- ڈاکٹر طالب حسین سیال
- حاجی محمد منظور انور
- پروفیسر خلیل الرحمٰن
- عبد اللہ ابراہیم

مدیر معاون و نگران طباعت	مفتی عطاء الرحمٰن
انتظامی امور	ملک نذر حسین

قانونی مشاورت

- محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ
- چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

سالانہ زرِ تعاون: اندرونِ ملک 700 روپے

معمول کا شمارہ: 70 روپے

اہلِ ثروت حضرات سے خصوصی زرِ تعاون پچیس ہزار روپے یکمشت

ترسیل زر بنام : انجمن خدام القرآن رجسٹرڈ جھنگ

قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر

پاکستان پوسٹ کوڈ 35200

047-7630861-0336-6778561

Web site:
www.hamditabligh.net

Email:
hikmatbaalgha1@yahoo.com

انجینئر مختار فاروقی

طابع: محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

اَلْکَلِمَۃُ الْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَ ھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا(ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	1		3
بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات	2		5
حرفِ آرزو	3	انجینئر عبداللہ اسماعیل	7
قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح	4	انجینئر مختار فاروقی ؒ	9
سائنس اور مذہب میں مقاربت و مغایرت (3)	5	انجینئر فیضان حسن	24
فتنۂ دجال	6	محمد نعمان اصغر	40
پاکستان میں دہشت گردی کی نئی لہر اپنے دشمن کو پہچانیں!	7	محمد منظور انور	52
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفٰے ﷺ است	8	عبداللہ ابراہیم	58
QUARTER-LIFE CRISIS	9	*Amatullah Hadia*	64

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا

قرآن مجید
کے ساتھ
چند لمحات

اردو ترجمہ : فتح محمد خان جالندھری

انگریزی ترجمہ : ڈاکٹر عبدالسمیع حفظہ اللہ

(02) سورۃ البقرۃ	اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ	آیات 224-228

وَ لَا تَجۡعَلُوا اللّٰهَ عُرۡضَةً لِّاَيۡمَانِكُمۡ

اور اللہ (کے نام) کو اس بات کا حیلہ نہ بنانا کہ (اس کی) قسمیں کھا کھا کر

And do not use Allah as an excuse in your oaths,

اَنۡ تَبَرُّوۡا وَتَتَّقُوۡا وَتُصۡلِحُوۡا بَيۡنَ النَّاسِ

حسن سلوک کرنے اور پرہیزگاری کرنے اور لوگوں میں صلح و سازگاری کرانے سے رک جاؤ

Lest you should abstain from virtue, warding against evil and reconciling between the people

وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۲۴﴾

اور اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے

And Allah is Hearing, Knowing

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغۡوِ فِىۡۤ اَيۡمَانِكُمۡ

اللہ تمہاری لغو قسموں پر تم سے مواخذہ نہیں کرے گا

Allah will not hold you accountable

for what is unintentional in your oaths.

وَلٰكِنۡ يُّؤَاخِذُكُمۡ بِمَا كَسَبَتۡ قُلُوۡبُكُمۡ

لیکن جو قسمیں تم قصدِ دلی سے کھاؤ گے ان پر مواخذہ کرے گا

but He will hold you responsible for what you earn
(of deeds by intending) in your hearts

وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ حَلِيۡمٌ ﴿۲۲۵﴾

اور اللہ بخشنے والا بردبار ہے

and Allah is Forgiving, Forbearing.

لِلَّذِيۡنَ يُؤۡلُوۡنَ مِنۡ نِّسَآئِهِمۡ تَرَبُّصُ اَرۡبَعَةِ اَشۡهُرٍ

جو لوگ اپنی عورتوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھالیں ان کو چار مہینے انتظار کرنا چاہیے

and for those, who take an oath for abstention,
from their wives there is a limit to wait for four months.

فَاِنۡ فَآءُوۡ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۲۲۶﴾

اگر (اس عرصے میں قسم سے) رجوع کرلیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے

well if they reconcile then Allah too is Forgiving, Merciful.

وَاِنۡ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۲۷﴾

اور اگر طلاق کا ارادہ کرلیں تو بھی اللہ سنتا (اور) جانتا ہے

but if they decide to divorce
then Allah is certainly Hearing, Knowing

وَالۡمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصۡنَ بِاَنۡفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوۡٓءٍ

اور طلاق والی عورتیں تین حیض تک اپنے تئیں روکے رہیں

and divorced women: must keep themselves
waiting, for three menstrual periods.

وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنۡ يَّكۡتُمۡنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِىۡٓ اَرۡحَامِهِنَّ

اور ان کو جائز نہیں کہ اللہ نے جو کچھ ان کے شکم میں پیدا کیا ہے اس کو چھپائیں

It is not permissible for them that, they
hide what Allah has created in their wombs,

اِنۡ كُنَّ يُؤۡمِنَّ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ

اگروہ اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتی ہیں

If they really believe in Allah and the last day

وَ بُعُوۡلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ

اور ان کے خاوند اس (مدت) میں ان کو اپنی زوجیت میں لے لینے کے زیادہ حقدار ہیں

and their husbands have: a priority in the
right to take them back, within that period,

اِنۡ اَرَادُوۡٓا اِصۡلَاحًا

اگروہ پھر موافقت چاہیں

If they want reconciliation.

وَلَهُنَّ مِثۡلُ الَّذِىۡ عَلَيۡهِنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ

اور عورتوں کا حق (مردوں پر) ویسا ہی ہے جیسا دستور کے مطابق (مردوں کا) عورتوں پر

And women have privileges comparable
with the usual duties, imposed upon them.

وَلِلرِّجَالِ عَلَيۡهِنَّ دَرَجَةٌ

البتہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے

But men have: a degree of status above them.

وَ اللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴿۲۲۸﴾

اور اللہ غالب (اور) صاحبِ حکمت ہے

And Allah is Mighty, Wise

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ

اِذَا رَأَيْتَ اللّٰہَ یُعْطِی الْعَبْدَ

جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دے رہا ہے

مِنَ الدُّنْیَا عَلٰی مَعَاصِیہِ مَا یُحِبُّ

اس کی نافرمانیوں کے باوجود، دنیاوی وسائل میں سے وہ جو وہ چاہتا ہے

فَاِنَّمَا ھُوَ اسْتِدْرَاجٌ

تو یہ استدراج (درجہ بدرجہ تباہی کی طرف لے جانا) ہے

ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ:

پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوْا بِہٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰىٓ اِذَا فَرِحُوا بِمَآ أُوْتُوْٓا أَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُبْلِسُوْنَ O (الأنعام: ٤٤)

’’پھر جب انھوں نے اُس نصیحت کو فراموش کر دیا جو ان کو کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے یہاں تک کہ وہ جب ان چیزوں سے خوب خوش ہو گئے جو ان کو دی گئیں تھیں تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا اور وہ اس وقت مایوس ہو کر رہ گئے‘‘

(مسند احمد عن عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ)

بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات

؎ زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

حرفِ آرزو

انجینئر عبد اللّٰہ اسماعیل

گزشتہ شمارے کے ان صفحات میں یہ بات عرض کی گئی تھی کہ دین کی طرف پیش قدمی کیے بغیر ملک عزیز پاکستان کی ترقی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ایک بڑے عذاب کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتی ہے۔ اوراس کے لیے بطور دلیل قرآن مجید سے دو مقامات کے حوالے بھی دیے گئے تھے اور موجودہ شمارے کے صفحہ 6 پر درج حدیث مبارکہ سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کوئی فرد یا کسی معاشرہ کے لوگ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی کرتے رہتے ہوں اوراس کے باوجود انھیں دنیاوی خوشحالی مل جائے تو یہ بتدریج اللہ تعالیٰ کی پکڑ ہوتی ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ

ملک عزیز پاکستان میں مسلمانوں کی ایک تعداد ایسی ہے جو کہ اسلام کا صحیح فکر رکھتی ہے اور اسے ’مذہب‘ سے اٹھا کر ’دین‘ بنانے کی جدوجہد کر رہی ہے یعنی صرف انفرادی ہی نہیں بلکہ اجتماعی سطح پر بھی دین کا غلبہ چاہتی ہے اوراس کے لیے قرآن مجید سے ایک زندہ تعلق قائم رکھے ہوئے ہے۔ اگرچہ ملک عزیز میں بے دینی کی موجودہ حالت زار پر ان کا دل کڑھتا ہے لیکن انہی پریشانیوں، مشکلوں اور آفات میں قرآن کے پیغام کو سمجھنے والوں کے لیے ایک امید کی کرن بھی ہے کہ ابھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک مسلمانانِ پاکستان کے لیے کچھ مہلت باقی ہے کہ شاید یہ قوم واپس اُس مقصد حقیقی کی طرف پلٹ جائے جس کے لیے پاکستان قائم کیا گیا تھا، مانگا گیا تھا اور عطا ہوا تھا۔ اور وہ مقصد قیام پاکستان کے وقت سب سے زیادہ لگائے جانے والے اس نعرہ

سے واضح ہے ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا اِلٰہ اِلا اللہ'' یعنی ہم پاکستان کیوں بنانا چاہتے ہیں؟ اس لیے کہ یہاں صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی ہوگی اور اس کے احکام کے مطابق زندگی گزاریں گے۔

اس مقصد کی طرف پیش قدمی کیے بغیر ہماری ترقی دراصل حقیقی تنزلی کا سفر ہوگا اور اگر موجود حالت زار سے نصیحت حاصل کر کے مسلمانانِ پاکستان توبہ کا راستہ اختیار کریں، قیامِ پاکستان کے اصل مقصد کی طرف لوٹ آئیں اور قرآن کو حقیقی معنوں میں اس ملک کا آئین بنالیں تو قرآن مجید کی رو سے یہ حقیقی ترقی کی طرف سفر کا آغاز ہوگا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيلَ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَاَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ (المائدہ:66)

''اگر وہ تورات اور انجیل کو اور جو (اور کتابیں) ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئیں اُن کو قائم رکھتے تو (ان پر رزق بارش کی طرح برستا کہ) اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے کھاتے''۔

اور اسی طرح سورۃ الاعراف میں ہے:

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرَى آمَنُوا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (الاعراف:96)

''اگر ان بستیوں کے لوگ ایمان لے آتے اور پرہیزگار ہوجاتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکات (کے دروازے) کھول دیتے......''

اس طریقہ سے حاصل ہونے والی ترقی دو جہانوں کی ترقی ہوگی۔ دنیا میں بھی برکات ہی برکات، آسمانی بھی اور زمینی بھی۔ اور دوسرے جہاں میں بھی کامیابی اور ترقی۔

(مندرجہ بالا سطور بالیقین تمام روئے ارضی کے مسلمانوں پر صادق آتی ہیں مگر اولین مخاطب ہونے کے مصداق مسلمانانِ پاکستان کے نام لکھی گئی ہیں۔)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حقیقی ترقی کی طرف ہماری راہنمائی فرمائے۔ آمین

دورۂ ترجمۃ القرآن

قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح

مدرس: انجینئر مختار فاروقیؒ

سُوْرَةُ الْبَقَرَة

آیات 187 تا 188

آگے روزے کے عام مسائل کا تذکرہ ہے کہ روزہ کب سے شروع ہوتا ہے اور کب ختم ہوتا ہے۔ یہود کے روزے اور ہمارے روزے میں فرق ہے۔ یہود کا روزہ ہم سے سخت روزہ تھا وہ روزہ یہ تھا کہ مغرب کے وقت جب وہ افطار کرتے تھے اس کے بعد جب تک جاگتے رہتے تھے اس وقت تک کھانا پینا اور روزے کی دوسری پابندیاں ختم ہو جاتی تھیں لیکن جیسے ہی کوئی آدمی سو جاتا تھا تو روزے کی پابندیاں شروع ہو جاتی تھیں۔ اس وقت بجلی نہیں تھی آدمی کتنا جاگتا ہوگا آٹھ یا نو بجے تک جاگ لیتا ہوگا جیسے ہی سویا روزے کی ساری پابندیاں شروع ہو گئیں۔ ہمارے دین اسلام میں سحری خاص طور پر ان یہود کے روزے سے فرق پیدا کرتی ہے کہ ہمارے ہاں سحری ہے۔ لہٰذا شروع میں جب روزے کے احکام اُترے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کا امتیاز بھی بتایا کہ ہمارے ہاں روزے میں سحری ہے لیکن درمیان میں کچھ خلا سا رہ گیا کہ رات کو جب سوئے ہیں اور صبح سحری میں اٹھے ہیں تو اس درمیان کے وقفہ میں پابندیاں ہیں کہ نہیں ہیں۔ کھانا، پینا اور شوہروں کا اپنی بیویوں کے قریب جانا یہ جائز ہے کہ ناجائز ہے۔ اس مسئلے کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہاں بیان فرما دیا۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ روزے کی راتوں میں تمہارے لیے اپنی بیویوں سے بے حجاب ہونا حلال کر دیا گیا ہے

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ وہ تمہارے لیے بمنزلہ لباس ہیں اور تم ان کے لیے بمنزلہ لباس ہو

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے آپ سے خیانت کر رہے تھے

چونکہ یہ بدنیتی پر مبنی نہیں تھا

فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ لہٰذا اللہ نے تمہیں معاف کردیا ہے اور تم سے درگزر کردیا ہے

فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ تو اب (تمہیں اجازت ہے کہ) تم اپنی بیویوں کے پاس جاؤ اور تلاش کرو وہ جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے

وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا اور کھاؤ اور پیو

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ یہاں تک کہ واضح ہو جائے تمہارے لیے سفید دھاری سیاہ داری سے فجر کی

اب افطار سے لے کر اور صبح صادق تک درمیان میں کوئی پابندی نہیں ہے کھانے پینے اور بیویوں کے پاس جانے کی۔

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ پھر تم روزہ کو پورا کرو رات تک

صبح صادق سے لے کر رات تک یعنی غروبِ آفتاب تک تمہیں روزہ پورا کرنا ہے اس میں یہ پابندیاں رہیں گی۔

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ اور تم اپنی بیویوں کے پاس نہ جاؤ اس حال میں کہ تم مساجد میں معتکف ہو

اعتکاف کی حالت میں رات کو بھی اس پر پابندی ہے۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا یہ ہیں اللہ کی حدود (سرحدیں) ان کے قریب بھی مت جاؤ

اللہ کی حدود کو پھلانگنا تو دور کی بات ہے ان سے SAFE DISTANCE پر رہو تا کہ پھلانگنے کی نوبت ہی نہ آئے اور وہ جرم انسان سے سرزد نہ ہو

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں واضح کرتا ہے لوگوں کے لیے

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ تاکہ وہ تقویٰ حاصل کریں

جو روزے سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے وہی یہاں فرمایا تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

اب آگے جو آیت آ رہی ہے بظاہر اس کا تعلق روزے سے نہیں لگتا لیکن حقیقتاً بڑا گہرا تعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ روزے کے ساتھ رزقِ حلال کا بہت تعلق ہے۔ اگر روزہ بھی چل رہا ہے اور اسکے ساتھ حرام کمائی بھی چل رہی ہے تو پھر روزے کی حقیقت کو انسان نہیں پہچان سکتا۔ اللہ نے فرمایا:

وَلَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اور تم آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقے سے مت کھایا کرو

ایک ہے کہ آدمی جائز اور حلال طریقہ سے مال کما رہا ہے مثال کے طور پر آپ جوتے کی دکان پر جوتا خریدنے جاتے ہیں آپ کو معلوم ہے کہ یہ جو پانچ سو روپے کا جوتا دے رہا ہے یہ تقریباً چار سو روپے کا خرید کر لایا ہوگا اس میں سے بیس فیصد منافع کما رہا ہے ٹھیک ہے آپ بھی سمجھتے ہیں کہ یہ جائز ہے کہ دکان بنائی ہے بجلی کا خرچہ ہے کرایہ ہے خود گھر چلانا ہے لہٰذا یہ تجارت معروف ہے لیکن اگر سو روپے کی چیز کسی دکان پر دو سو روپے کی مل رہی ہو اور وہ بھی دکاندار کہے پچھلی گلی سے آ کر لے جائیں کہ ادھر ذرا پکڑے جانے کا خطرہ ہے تو سب کو معلوم ہے کہ یہ بلیک مارکیٹنگ اور کمائی کا باطل طریقہ ہے کیونکہ اس میں دوسرے کی ایک ضرورت کا ناجائز فائدہ اٹھایا جا رہا ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں فرمایا کہ دوسرے کا مال باطل طریقے سے مت کھاؤ۔ جائز معروف تجارت کا جو طریقہ ہے وہ تو حلال ہے اس کے علاوہ جو طریقہ ہوگا ناجائز طریقے سے مال ہڑپ کر جانا یہ غلط ہے، جس سے منع کیا گیا ہے۔

وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ اور نہ پہنچاؤ اس کو حکام تک

جو لوگ بھی کسی باطل طریقے پر لوگوں کا حق مارتے ہیں وہ چاہے جاگیردار ہوں جو اپنے ہاریوں کا حق مارتے ہیں، یا کارخانہ دار ہے جو مزدوروں کو کم تنخواہ دے کر حق مار رہا ہے یا اور کوئی آدمی اپنی حیثیت کو استعمال کر کے کسی کا پیسہ دبا لیتا ہے واپس نہیں کرتا، اس میں PROCESS ہوتا کیا ہے؟ اب تو روزانہ اخبار میں ان سارے گھپلوں کا ذکر ہوتا ہے اس لیے

آج یہ بات سمجھنا آسان ہے کہ جو لوگ اس طریقے پر حرام مال کھاتے ہیں وہ سرکاری اہلکاروں اور حکام کی گرفت سے بچنے کے لیے ان کو بھی اس میں سے حصہ پہنچاتے ہیں۔ اس آیت میں اسی طرف اشارہ ہے کہ باطل طریقے سے جو مال کھایا جاتا ہے وہ لوگ سرکاری حکام تک بھی پہنچاتے ہیں۔ کیوں پہنچاتے ہیں:

لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ تاکہ تم لوگوں کے اموال سے کچھ حصہ کھا جاؤ گناہ کے ساتھ۔

ان کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے مزید لوگوں کو لوٹنے کے اسباب پیدا ہوں کہ پوچھنے والا بھی حصہ دار بن گیا اب تو کوئی پوچھے گا ہی نہیں۔ پہلے کسی کے پوچھنے کا ڈر تھا تو اب تو ان کو بھی حصہ پہنچا دیا گیا ہے لہٰذا جو مزید لوٹ مار کریں گے اس میں تو کوئی پوچھے جانے کا ڈر بھی نہیں ہے۔ یہ طریقہ ہے جو عام طور پر چلتا ہے اور یہی قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے کہ اگر یہ طریقہ بھی چل رہا ہے اور روزے بھی چل رہے ہیں تو یہ چیز ایک دوسرے کے منافی ہے۔

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۱۸۸ اور تم جانتے بوجھتے ہو

یعنی تم جانتے بوجھتے ایسا نہ کرو۔ ہاں آدمی کبھی کسی سے استعمال ہو جاتا ہے اس کو احساس نہیں رہا تو وہ الگ بات ہے اس کی توبہ ہوگی۔ لیکن جانتے بوجھتے ایسا کر رہا ہے تو پھر یہ چیز روزے کے منافی ہے۔ اگر یہ چیز ساتھ چل رہی ہے تو آدمی چاہے کتنی عبادت کر رہا ہو، ڈھیروں عبادت ہو تو جیسے بڑی سے بڑی FIGURE کو زیرو سے ضرب دے دو تو وہ زیرو ہو جائے گی، اسی طریقے پر کتنی بڑی عبادت ہو، حج کے، عمرے کے اور نیکیوں کے بڑے ڈھیر ہوں وہ اگر اس طرح کے کاموں کے ساتھ ہیں تو پھر وہ نیکی نہیں ہے بھلائی نہیں ہے۔

آیات 189 تا 195

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ (اے نبی ﷺ) آپ سے سوال کرتے ہیں نئے چاند کے بارے میں

واقعہ یہ ہے کہ پرانے زمانے میں مہینے کی تبدیلی اور اس کی تاریخ معلوم کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ چاند ہی تھا اُس دور میں کیلنڈر اور ڈائریاں اس طرح نہیں ہوتی تھیں جیسے آج ہوتی ہیں۔ دیہاتوں میں اب بھی یہی ذریعہ ہے۔ تو نئے چاند کے بارے میں بتایا کہ

قُلۡ هِیَ مَوَاقِیۡتُ لِلنَّاسِ وَ الۡحَجِّ آپ ان سے فرما دیجیے کہ یہ اوقات معلوم کرنے کا ذریعہ ہے لوگوں کے لیےاور حج کے لیے

تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اب فلاں تاریخ ہے اور اب اتنے مہینے گزر گئے اب رمضان کا مہینہ آ رہا ہےاور اتنے عرصہ کے بعد حج کا مہینے آنے والا ہے۔

وَلَیۡسَ الۡبِرُّ بِاَنۡ تَاۡتُوا الۡبُیُوۡتَ مِنۡ ظُهُوۡرِهَا اور نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنے گھروں کوان کے پچھواڑے سے آؤ

اب یہ بات بھی عربوں میں تھی کہ ایک دفعہ حج کا احرام باندھ کر گھر سے نکل گئے پھر کوئی کام یاد آ گیا یا کوئی چیز گھر بھول آئے اور واپس آنا پڑ گیا تو یہ ان کا کوئی اصول تھا کہ احرام باندھ کر واپس کیسے آئیں لہٰذا وہ دروازے سے نہیں آتے تھے بلکہ گھر کے پچھواڑے سے دیوار پھلانگ کر آتے تھے۔ جیسے پتہ نہیں چلا کہ گھر آئے یا نہیں آئے۔ اب یہ اللہ کو دھوکہ دینے والی بات ہے حیلہ کرنے والی بات ہے۔ اللہ نے فرمایا یہ کوئی نیکی نہیں ہے۔

وَلٰکِنَّ الۡبِرَّ مَنِ اتَّقٰی بلکہ نیکی تو اس شخص کی ہے جو متقی ہے

پہلے ہم جو آیت البر پڑھ آئے ہیں اس کو ذہن میں لائیں کہ نیکی یہ نہیں ہے کہ تم چھوٹی چھوٹی بات کو دیکھو۔ گھر میں آنا پڑ گیا ہے تو معروف طریقے پر آؤ دروازے سے آؤ۔ پچھواڑے سے آنا اور دوازے سے آنا ایک ہی بات ہے۔

وَاۡتُوا الۡبُیُوۡتَ مِنۡ اَبۡوَابِهَا اور تم گھروں میں (سیدھے طریقے پر) دروازوں سے آؤ

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۸۹﴾ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ

اوپر روزوں کا حکم تھا پھر حج کا ذکر ہوا اب اس کے ساتھ قتال کا حکم آ گیا کہ وہ بیت اللہ جو دشمنوں کے قبضے میں ہے، اے مسلمانو! وہ تمہیں آزاد کرانا ہے

وَقَاتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ اور (اے اہل ایمان!) تم لڑو اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جو تم سے لڑتے ہیں

وَ لَا تَعۡتَدُوۡا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ ﴿۱۹۰﴾ اور کسی پر زیادتی نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ اوران کو مارو جس جگہ بھی ان کو پاؤ

وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ اور ان کو نکال باہر کرو جہاں سے انھوں نے تمہیں نکالا تھا

یعنی مشرکین نے مکے سے مسلمانوں کو نکالا تھا، اس سے بڑا جرم کیا ہوسکتا ہے کہ بلا جواز نکال دیا۔ اب اگر کبھی لڑائی ہو اور تمہارا بس چلے تو تم مکے سے ان کفار کو نکال دو جیسے تمہیں انہوں نے نکالا تھا

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ اور فتنہ برپا کرنا قتل سے بھی بڑا جرم ہے

ٹھیک ہے محترم مہینے میں قتال اچھا نہیں ہے لیکن یہ فتنہ برپا کرنا لوگوں کو بلا جواز بیت اللہ کے حج سے اور اس کی زیارت سے محروم کر دینا اور لوگوں کو اللہ کے رسول اور دین حق کے خلاف ابھارنا یہ قتل سے بھی بڑا جرم ہے۔

وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ (اے مسلمانو!) تم مسجد حرام (بیت اللہ) کے پاس ان سے جنگ نہ کرو یہاں تک کہ وہ تم سے وہاں جنگ کریں

یعنی بیت اللہ کے پاس جنگ کرنے میں تم پہل نہ کرو لیکن اگر وہ وہاں پر جنگ چھیڑ دیں تو تم ہاتھ باندھے نہ رکھو۔ بیت اللہ کے اندر جب دشمنوں نے جنگ چھیڑ دی ہے تو تم اینٹ کا جواب پتھر سے دو۔

فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ پھر اگر وہ تم سے جنگ کریں تو تم ان کو مارو

تم ڈرتے نہ رہو کہ یہ کعبہ ہے بیت اللہ ہے اب یہاں کیسے جنگ کی جائے بلکہ تم بھی پھر ان کا جواب دو، ان کو قتل کرو

كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٩١﴾ یہی سزا ہوسکتی ہے کافروں کی

قرآن مجید میں اللہ کے دین کے غلبے کے لیے جنگ کے معاملات میں لگی لپٹی رکھے بغیر صاف احکام دیے جاتے ہیں، یہ نہیں ہے کہ توڑ مروڑ کر اور ڈھکی چھپی کر کے بات بیان کی جاتی ہے بلکہ کھلی کھلی بات بیان کی جاتی ہے۔

فَاِنِ انْتَهَوْا پھر اگر وہ باز آ جائیں

ہتھیار ڈال دیں، توبہ کرلیں، مسلمان ہوجائیں تو پھر تم اپنے دل میں ان کے لیے کوئی بات نہ رکھو کہ یہ تو پہلے ہمارے دشمن تھے تم بھی اپنا دل صاف کرلو

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾ اللہ بھی غفور رحیم ہے

وَ قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ اور ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ فرو ہوجائے

یعنی شرک کا خاتمہ ہوجائے

وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ اور دین اللہ کے لیے ہوجائے

دنیا میں اللہ کے دین کا جھنڈا سر بلند ہوجائے، نظام زندگی اللہ کے احکام کے مطابق ہوجائے۔

فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ پھر اگر وہ باز آجائیں تو جو ظالم ہوں ان کے علاوہ کسی پر زیادتی نہیں ہوگی

ان میں سے جو کسی جرم میں مطلوب ہوں ان کے علاوہ کسی پر زیادتی نہیں ہوگی۔

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ حرمت والا مہینہ مقابل ہے حرمت والے مہینے کے

وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ اور ادب رکھنے میں برابری ہے

یعنی وہ اگر کسی احترام والے مہینے کی حرمت کو پامال کرتے ہیں تو تم بھی اس کی حرمت کا لحاظ نہ کرو۔ ایسا نہیں ہے کہ تم اس کی حرمت کا لحاظ کرتے رہو۔ وہ اس مہینے میں جنگ کرتے ہیں تو تم بھی اس مہینے میں جنگ کرو۔

فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ پھر جس نے تم پر زیادتی کی ہے تم بھی اس پر اتنی زیادتی کرو جتنی اس نے تم پر زیادتی کی ہے

یعنی تم اس سے اس زیادتی کا بدلہ لو۔ البتہ یہ اللہ کی ہدایت ہے کہ جتنی کسی نے زیادتی کی ہے اتنی ہی زیادتی کرو اس میں آگے نہ بڑھ جاؤ۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے

وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور نہ ڈالو اپنی جانوں کو ہلاکت میں

یعنی اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرو گے تو یہ مال تمہارے لیے وبالِ جان بنے گا۔ اچھا ہے کہ اس کو اللہ کے راستے میں خرچ کر دو تا کہ توشۂ آخرت بنے۔ اگر خرچ نہیں کرو گے تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہو اور یہ مال قیامت کے دن تمہارے گلے کا طوق بنے گا اور تمہارے لیے وبال جان بنے گا۔

وَاَحۡسِنُوۡا ۛۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۹۵﴾ اور احسان کی روش اختیار کرو بے شک اللہ تعالیٰ احسان کی روش اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

آیات 196 تا 203

اگلی آیت سے حج کے احکام شروع ہو رہے ہیں یہاں پر ان احکام کا تذکرہ مختصر انداز میں ہوا ہے زیادہ تفصیل احادیث کی کتابوں میں ہے۔ یہاں حج کے تفصیلی مسائل بیان نہیں ہو سکتے لہٰذا جو آدمی حج پر جانے کا ارادہ رکھتا ہو اس کے لیے خاص طور پر اس موقع پر ''حج کیسے کریں'' کے عنوان سے رہنمائی کی کتابیں ملتی ہیں اس کو ان سے استفادہ کرنا چاہیے۔ بیت اللہ کی زیارت کے لیے دو طرح کا سفر کیا جاتا ہے ایک حج کا سفر ہے اور دوسرا عمرے کا سفر ہے۔ حج کا تو ایک خاص موقع ہے اور اس کی تاریخ مقرر ہے اور عمرے کے لیے اس طریقے پر تاریخ مقرر نہیں ہے۔ یہ دو طرح کے سفر ہیں جن کا یہاں ذکر ہوا ہے۔

وَ اَتِمُّوا الۡحَجَّ وَ الۡعُمۡرَةَ لِلّٰهِ اور تم حج اور عمرہ کو پورا کرو اللہ کے لیے

یعنی اگر حج یا عمرے کا احرام باندھ لیا تو پھر اس کو پورا کرو۔ اب درمیان میں اس کو بلا وجہ کھول دینا یہ جائز نہیں ہے۔

فَاِنۡ اُحۡصِرۡتُمۡ فَمَا اسۡتَيۡسَرَ مِنَ الۡهَدۡىِ پھر اگر تم روک دیے جاؤ تو قربانی ہے جو میسر ہو

احرام باندھنے کے بعد کبھی ایسی صورت بھی پیش آ سکتی ہے کہ آدمی حج یا عمرہ پورا نہ کر سکے۔ پرانے زمانے میں ایسا ہو جاتا تھا (جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو عمرہ سے روک دیا تھا) اب بھی ایسا ہو سکتا ہے کہ راستے میں کوئی رکاوٹ پیش آ گئی، کوئی جہاز خراب ہو گیا یا کوئی اور ایسا معاملہ پیش آ گیا کہ گھر سے نکل گئے ہیں احرام بھی باندھ لیا ہے لیکن کسی وجہ سے اب بیت اللہ میں پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ تو فرمایا کہ اب جو قربانی کا جانور تمہیں

میسر ہے وہ تم کسی طریقے پر وہاں پہنچادو۔ ہوسکتا ہے کہ انفرادی طور پر آدمی آگے نہیں جاسکتا باقی لوگ جارہے ہیں تو اپنی قربانی ان کے حوالے کردواوران کے ساتھ تاریخ بھی مقرر کرلو کہ وہاں پہنچ کرفلاں دن میری طرف سے قربانی دینا۔

وَلَا تَحۡلِقُوۡا رُءُوۡسَكُمۡ حَتّٰى يَبۡلُغَ الۡهَدۡىُ مَحِلَّهٗ اور اپنے بال نہ منڈواؤ یہاں تک کہ وہ قربانی اپنی جگہ پہنچ جائے

بال منڈوانا نشانی ہے احرام کھولنے کی۔ جب تک تمہیں یقین نہ ہو کہ وہ قربانی حدودِ حرم میں پہنچ چکی ہے اوراس کی قربانی ہوچکی ہے اس وقت تک تم اپنے بال نہ کٹواؤ۔

فَمَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ مَّرِيۡضًا اَوۡ بِهٖۤ اَذًى مِّنۡ رَّاۡسِهٖ اگر تم میں سے کوئی بیمار ہوجائے یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہوجائے

اب احرام کی حالت میں بال کٹوانا یا حجامت بنوانا منع ہے لیکن اگر کوئی آدمی مریض ہوجائے، سر پر زخم لگ جائے، پھوڑا نکل آئے، تکلیف ہوجائے اور بال کاٹنے ضروری ہوجائیں

فَفِدۡيَةٌ مِّنۡ صِيَامٍ اَوۡ صَدَقَةٍ اَوۡ نُسُكٍ تو فدیہ دینا ہے روزے یا صدقے یا قربانی سے

یعنی اگر کسی ضرورت کے تحت بال کٹوانے پڑ گئے تو اس کا فدیہ دینا ہوگا۔ فدیے یا بدلے میں روزے رکھے یا خیرات کرے یا قربانی دے۔ تین روزے ہیں یا چھ آدمیوں کو کھانا کھلانا ہے یا ایک قربانی کرنی ہے۔

فَاِذَآ اَمِنۡتُمۡ پھر جب تم امن میں ہوجاؤ

فَمَنۡ تَمَتَّعَ بِالۡعُمۡرَةِ اِلَى الۡحَجِّ فَمَا اسۡتَيۡسَرَ مِنَ الۡهَدۡىِ تو جو کوئی حج اور عمرہ ملاکر ادا کرے تو اس کو جو قربانی میسر ہو وہ کرے

ایک ہی سفر میں عمرہ اور حج دونوں کیے جائیں تو اس کو قِران اور تمتع کہتے ہیں۔ جو آدمی ایسا کرے گا اس کے ذمے ایک قربانی ہوگی جو اسے دینی ہے۔

فَمَنۡ لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الۡحَجِّ وَسَبۡعَةٍ اِذَا رَجَعۡتُمۡ پھر جس کو قربانی میسر نہ ہو تو وہ تین دن کے روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات روزے رکھے جب تم لوٹ آؤ

یعنی اس پر دس روزے رکھنا ضروری ہیں تین روزے تو نو ذوالحج سے پہلے مکہ میں ہی رکھے اور

سات روزے حج سے فارغ ہو کر یا گھر واپس آ کر رکھے۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ یہ پورے دس روزے ہوئے

یہ دس روزے اس آدمی پر گویا ایک فدیہ ہے جس نے ایک سفر میں حج اور عمرہ دونوں ادا کیے ہیں اور وہ قربانی نہیں کر سکا۔

ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یہ (ایک سفر میں حج اور عمرہ کرنا) اس شخص کے لیے جائز ہے جو مسجد حرام کے پاس نہیں رہتا

جو میقات کے اندر یا مکے میں نہیں رہتے بلکہ باہر سے آتے ہیں وہ ان دنوں میں حج اور عمرہ کر سکتے ہیں۔

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ عذاب میں بہت سخت ہے

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ حج کے مہینے معلوم ہیں

چار مہینے محترم شمار ہوتے تھے شوال، ذیقعدہ اور ذوالحج یہ تین اکٹھے ہیں گویا ایک مہینہ حج سے پہلے سفر کا ہے، ایک حج کا ہے اور ایک واپسی کے سفر کا ہے اور ایک رجب کا مہینہ انہوں نے عمرے کے لیے مقرر کر رکھا تھا۔ یہ چار محترم مہینے انہوں نے اسلام سے پہلے مقرر کر رکھے تھے تو اللہ نے فرمایا کہ حج کے جو مہینے ہیں وہ تو معلوم ہیں۔

فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ پس جو شخص ان میں اپنے اوپر لازم کر لے حج کو

یعنی جس نے ان مہینوں میں حج کی نیت سے احرام باندھ لیا اس پر کچھ پابندیاں عائد ہو گئی ہیں احرام باندھنے کے بعد کہ

فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ تو دورانِ حج وہ نہ تو شہوت کی بات کرے، نہ کوئی گناہ کا کام کرے اور نہ کوئی جھگڑا کرے

یہاں بھی عام معاملات میں انسان کو کسی سے جھگڑا کرنا منع ہے لیکن حج کے موقع پر چونکہ دنیا بھر کے مسلمان آئے ہوئے ہوتے ہیں وہ اجنبی بھی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کی زبان بھی نہیں جانتے اور بہت سارے معاملات میں بیت الخلاء کے استعمال کے وقت یا وضو کرنے اور

نماز کی جگہ میں ٹاکرا ہو جاتا ہے ایک آدمی سمجھتا ہے کہ میرا حق ہے دوسرا سمجھتا ہے میرا حق ہے تو وہاں اس طرح کے جھگڑے کا امکان زیادہ رہتا ہے تو اللہ نے بطورِ خاص یہ ہدایت دی ہے کہ وہاں اپنے اندر کچھ برداشت پیدا کرو تا کہ حج کے موقع پر کوئی جھگڑا نہ ہو۔

وَمَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ يَّعۡلَمۡهُ اللّٰهُ اور جو بھی تم نیکی یا ایثار کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے

وَ تَزَوَّدُوۡا اور تم زادِ راہ ساتھ لے لیا کرو

یعنی جب حج کے لیے روانہ ہونے لگو تو سواری اور سفر کا خرچ اور گھر والوں کا خرچ یہ سارا تیار کر کے پھر سفر کیا کرو

فَاِنَّ خَيۡرَ الزَّادِ التَّقۡوٰى اس لیے کہ بہتر زادِ راہ تو سوال سے بچنا ہے

اس میں خاص طور پر جس چیز کا ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ یہاں سے لوگ مکمل تیاری کے بغیر چلے جاتے ہیں پھر وہاں لوگوں سے مانگ کر خرچے پورے کرتے ہیں یا واپسی کا سفر کرتے ہیں۔ تو فرمایا کہ بہترین زادِ راہ تو یہ ہے کہ آدمی سارا خرچہ یہاں سے لے کر جائے اور وہاں سوال سے بچے۔ یہ بھی ترجمہ کیا گیا کہ بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے خدا خوفی ہے۔

وَ اتَّقُوۡنِ يٰۤاُولِى الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۷﴾ اور اے عقلمندو! مجھ سے ڈرو

میرا تقویٰ اختیار کرو۔ اصل چیز یہ ہے۔

لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّكُمۡ تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اس میں کہ تم (حج کے دنوں میں) اللہ کا فضل تلاش کرو (کوئی کاروبار کرو)

یہاں سے جاتے ہوئے کوئی چیز لے گئے اور وہاں بیچ دی یا وہاں سے آتے ہوئے کوئی چیز لے آئے تو شریعت میں اس کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ بشرطیکہ سعودی عرب جہاں حج کے لیے جانا ہے اور پاکستان کے کسٹم قوانین اجازت دیں۔ ہاں اگر وہاں سے کچھ چھپا کر لائیں گے اور کسٹم قوانین کی خلاف ورزی کریں گے یا جھوٹ بول کر پیپر غلط سائن کریں گے تو حج تو وہیں ایئرپورٹ پر ہی رہ جائے گا اس کا ثواب گھر پر انسان کے ساتھ نہیں آئے گا۔

فَاِذَاۤ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ پھر جب تم عرفات سے واپس آ ؤ تو مشعر الحرام کے پاس اللہ کا خوب ذکر کرو

9 ذوالحج کے دن (یومِ عرفہ) حج کا اہم رکن وقوفِ عرفہ ادا کیا جاتا ہے۔ اس دن صبح سے حاجی لوگ میدانِ عرفات میں جمع ہوتے ہیں اور وہاں ظہر اور عصر کی نماز اکٹھی ادا کرتے ہیں پھر مغرب سے پہلے مزدلفہ کیلئے روانہ ہوجاتے ہیں اور مغرب اور عشاء کی نماز وہیں جا کر اکٹھی پڑھتے ہیں اور رات وہیں گزارتے ہیں۔ مشعر حرام مزدلفہ میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔ تو فرمایا کہ جب تم عرفات سے واپس آؤ تو مشعر حرام کے پاس یعنی مزدلفہ میں ٹھہرو اور وہاں اللہ کو خوب یاد کرو۔

وَ اذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ — اور اللہ کو یاد کرو جس طرح اس نے تم کو سکھلایا ہے

اور یہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے سکھلایا ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾ — اور بے شک اس سے پہلے تم گمراہی میں تھے

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ — پھر واپس آؤ جس جگہ سب لوگ واپس آتے ہیں

قریش مکہ میدان عرفات تک نہیں جاتے تھے مکے سے نکلتے تھے اور منیٰ میں ہی پڑاؤ ڈال کر واپس آ جاتے تھے۔ جو باہر کے لوگ حج کے لیے آتے تھے وہ آگے عرفات تک جاتے تھے اور وہاں ٹھہر کر واپس آتے تھے۔ مکے والے قریش یہ سمجھتے تھے کہ ہم تو یہیں کے رہنے والے ہیں ہم تو سب چیزیں جانتے ہیں یہ ہمارے لیے نہیں ہے یہ باہر کے لوگوں کے لیے ہے۔ تو یہ جو انھوں نے اپنے آپ کے ساتھ امتیازی سلوک بنا لیا تھا اللہ نے اس کو ختم کر دیا اور فرمایا کہ تمہیں بھی لازم ہے کہ جہاں تک باقی لوگ جاتے ہیں وہاں تک جا کر واپس آؤ۔ حتیٰ کہ حدیث میں عرفہ کے دن کی اہمیت یہ بتائی گئی کہ حج تو ہے ہی عرفہ (اَلْحَجُّ الْعَرَفَة) جو آدمی عرفہ میں پہنچ گیا اس کا حج ہوگیا۔ گویا کہ اصل حج ہے ہی عرفہ کے دن کی حاضری، باقی اعمال کا کوئی نہ کوئی کفارہ یا جرمانہ کر کے COMPENSATE کیا جاسکتا ہے لیکن عرفہ میں اگر حاضری رہ گئی تو پھر حج ہوا ہی نہیں ہے۔

وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ — اور اللہ سے استغفار کرتے رہو

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ — بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے رحم فرمانے والا ہے۔

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ — پھر جب تم حج کے سارے کام پورے کر چکو

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا — تو اللہ کا ذکر کرو جیسے تم اپنے آباء و

اجداد کا ذکر کرتے تھے یا اس سے بھی زیادہ اللہ کا ذکر کرو

حج کے کام پورے ہو جاتے تھے تو مکے کے لوگ وہاں میلے کا سا سماں بناتے تھے اور پھر وہ اپنے اپنے قبیلے کے بہادری کے قصے اور اپنے آباء واجداد کا ذکر کرتے تھے اور وہاں تفاخر کی محفلیں جمتی تھیں۔ تو یہاں فرمایا کہ یہ تم نے اپنی طرف سے بنالیا ہے حج کا تقاضا یہ نہیں ہے بلکہ تمہیں چاہیے کہ جیسے تم پہلے اپنے آباء واجداد کا ذکر کرتے تھے اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ شد و مد کے ساتھ اللہ کا ذکر کرو۔

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ — اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں

جو حج پر جاتے ہیں تو عین بیت اللہ کے سامنے جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں وہاں کھڑے ہو کر، کیا دعا مانگ رہے ہوتے ہیں!

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا — اے ہمارے رب! تو ہمیں دنیاوی چیزیں عطا فرما

کاروبار میں برکت عطا فرما، وہاں کوئی معاملہ حل نہیں ہو رہا وہ حل کرا دے، وہاں بل پھنسا ہوا ہے وہ واگزار کرا دے، اولاد عطا فرما دے

وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿٢٠٠﴾ — آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں ہے

یعنی حج پر جا کر بھی صرف اپنی دنیا کے لیے دعائیں کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ اپنی اپنی ذہنی سطح کی بات ہے کہ کچھ لوگوں کے ذہنوں میں صرف دنیا کی اہمیت ہوتی ہے اور وہ وہاں جا کر صرف دنیاوی چیزیں ہی مانگتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ — اور ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو وہاں جا کر یہ دعا کرتے ہیں

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً — اے ہمارے رب! تو دنیا میں بھی ہمیں بھلائی عطا فرما

وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً — اور آخرت میں بھی ہمیں بھلائی عطا فرما

وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿٢٠١﴾ — اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا

یہ اصل دعا ہے جو وہاں طواف کرتے ہوئے اور اس موقع پر پڑھی جاتی ہے اور بھی دعائیں ہیں جو پڑھی جا سکتی ہیں۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا — انہیں لوگوں کے واسطے حصہ مقرر ہے اپنی کمائی میں سے

یعنی جو لوگ وہاں جا کر دعائیں کرتے ہیں تو اس سے یہ سمجھ لینا کہ ہم نے دعا کر دی ہے اب کام ہو جائے گا، ایسا نہیں ہے بلکہ دعا کر کے اُس کام کی محنت کرنا بھی ضروری ہے جس چیز کی دعا مانگی جارہی ہے اس کے تقاضے بھی ادا کرو۔ مثلاً یہ دعا مانگی جارہی ہے کہ اے اللہ اسلام کا غلبہ کر دے اسلام کا بول بالا کر دے اور اس کے جو تقاضے ہیں وہ پورے نہیں کیے جارہے ہیں تو از خود اسلام کا غلبہ ہونے والا نہیں ہے۔

وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ اور اللہ تعالیٰ جلد ہے حساب لینے والا

یعنی جب حساب کا موقع آئے گا تو حساب چکاتے اللہ کو دیر نہیں لگتی۔ اگر ہم حساب کتاب کے لیے اتنے کمپیوٹرز ایجاد کر سکتے ہیں تو اللہ کے ہاں حساب کتاب کی جو مشینیں اور کمپیوٹرز نصب ہیں وہ تو کہیں زیادہ فعال ہیں اور تیز ہیں۔

وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ اور یاد کرو اللہ کو گنتی کے چند دن

یہ 'ایام معدودات' کا ذکر یہاں پھر آ گیا (پہلے آیت 183 میں روزے کے احکام کے ضمن میں آیا تھا) یہاں ان سے تین دن مراد ہونا طے ہے یعنی مناسک حج کے بعد وہاں تین دن تم گزار سکتے ہو یعنی گیارہ بارہ اور تیرہ ذوالحج۔

فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ جو شخص جلدی کرے دو دن میں تو اُس پر کوئی گناہ نہیں

یعنی جو تین دن وہاں نہ رہے کسی وجہ سے مثلاً فلائٹ میں جلدی ہے یا کوئی اور مسئلہ ہے اور دو دن وہاں رہ جائے اور واپس آ جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔

وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ جو تین دن سے زیادہ مکے میں ٹھہر جائے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے

لِمَنِ اتَّقٰى بشرطیکہ تقویٰ اختیار کرے

تقوے کے ساتھ چاہے آدمی مہینہ بھر قیام کرے تو یہ کوئی گناہ نہیں ہے لیکن اگر نیت صاف نہیں ہے تقویٰ نہیں ہے تو یہ جائز نہیں ہے۔ جیسے ایک حدیث میں ہے: **ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ سَفَرَهُ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ** نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کے بارے میں بتایا

کہ وہ بڑا لمبا سفر کر کے جاتا ہے اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور کپڑے غبار آلود ہیں اور وہ عین کعبے کے سامنے ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے اے رب اے رب۔ **مَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِّیَ بِالْحَرَامِ** اس نے جو کھایا ہوا ہے وہ حرام کا ہے، جو پیا ہوا ہے وہ حرام ہے، جو احرام کے تولیے پہنے ہوئے ہیں وہ بھی حرام کے پیسے سے ہیں جو یہ جسم بنا ہے سارا وہ بھی حرام کھا کھا کے بنا ہے۔ **فَأَنّٰی یُسْتَجَابُ لَهٗ** اس کی دعا کیسے قبول ہوگی۔ چاہے عین کعبے کے سامنے دعا کر رہا ہے اور کتنا طویل سفر کر کے آیا ہے۔

اصل بات تو تقویٰ ہے۔ تقویٰ کے ساتھ تو تھوڑی عبادت بھی اللہ کے ہاں قبول ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ اور جان رکھو کہ تم سب کو اللہ کے سامنے جمع ہونا ہی ہے

ایک دن تمہیں ہانک کر اللہ کے سامنے جمع کر دیا جائے گا اصل فیصلے تو وہاں ہوں گے۔ دل کے اندر جو معاملات ہیں جو نیتیں پوشیدہ ہیں وہ سارے فیصلے تو وہاں ہونے ہیں۔

بقیہ از فتنۂ دجال

xviii. طاقت اور ٹیکنالوجی سے کفر کا مدہوش ہو جانا:

آج سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے باعث قوت و طاقت اور وسائل پر کفر کا قبضہ ہے۔ اس سے ایک طرف کفر کا ایجنڈا بڑی تیزی سے پورا ہو رہا ہے اور مادہ پرستانہ اور دجالی تہذیب کا غلبہ ہوتا جا رہا ہے۔ دوسری طرف کفار اسی میں مدہوش و مست ہیں۔ وہ حق کی طرف آنے کو تیار نہیں ہیں۔ وہ اس غلبے کی وجہ سے اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں۔ ہمارا جدید تعلیم یافتہ طبقہ ان سے مرعوب ہے۔ مذہبی طبقہ محدود دینی و سیاسی تصور کی بنا پر دین کے غلبے کے تصور سے نا آشنا ہے۔ حکمران انہی قوتوں کے اطاعت گزار اور فرمان بردار ہیں۔ ہر طرف مایوسی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے ہیں اور امت کے سر اٹھانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

سائنس اور مذہب میں مقاربت و مغایرت

فصل سوم: مطالعۂ مذہب۔ مذہبی مسلمات کی روشنی میں

انجینئر فیضان حسن
(پی ایچ ڈی سکالر، فیصل آباد)

مطالعہ سائنس اور مذہبی مسلمات

سائنسی علوم نے دورِ حاضر میں خاطر خواہ ترقی کی ہے۔ سائنسی ایجادات کا لامتناہی سلسلہ جاری ہے۔ ہر نیا دن ایک نئی ایجاد کی نوید سناتا ہے اور کُلَّ یَوۡمٍ ھُوَ فِیۡ شَاۡن کا مفہوم سامنے نظر آتا ہے۔ سائنسی ایجادات سے انسان بے پناہ فائدے حاصل کر رہا ہے۔ انسانی عقل نے سائنس کے میدان میں جو کارنامے انجام دیے ہیں انسان ان پر بجا طور پر فخر کر سکتا ہے۔ سائنس کے ذریعے سے ہی انسان کے لیے ممکن ہوا کہ اس نے کرۂ ارضی سے نکل کر خلا کا رخ اختیار کیا اور چاند پر جا پہنچا اور دیگر خلائی سیاروں پر پہنچنے کا اپنے دل میں عزم کر لیا۔ انسان کے ان ارادوں میں کہاں تک اس کو کامیابی حاصل ہوتی ہے یہ تو مستقبل میں ہی معلوم ہو سکے گا مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ جہاں تک اس میدان میں انسان ترقی کر چکا ہے وہ بھی خاصا وسیع و عریض میدان ہے۔

بے شک قرآن مجید ایک سائنسی کتاب نہیں ہے بلکہ کتابِ ہدایت ہے مگر اپنی جگہ پر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ علم و دانائی، عقل و دانش اور شعورِ انسانی کو بیدار کرنے میں جو کردار قرآن مجید نے ادا کیا ہے وہ کسی اور کتاب نے نہیں کیا۔ قرآن مجید نے ایک فلسفہ پیش کیا اور دنیا کو سوچنے کا ڈھنگ سکھا دیا جس سے علم کو ترقی نصیب ہوئی۔ یہ اسی علمی ترقی کا نتیجہ ہے کہ انسان نے

کائنات کے رازوں سے پردہ اٹھادیا اور یہ سلسلہ ہنوز جاری وساری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے گرد و پیش کا جائزہ لینے اور اس کائنات کی ہر چیز جسے انسان دیکھتا یا محسوس کرتا ہے، کے بارے غور وفکر کی دعوت دی ہے۔ اسی تدبر و تحقیق اور تجربات کا دوسرا نام ''سائنس'' ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیقات میں غور وفکر، تدبر و تحقیق اور تجربات و مشاہدات نے انسان کو رب العالمین پر ایمان کامل کی طرف رہنمائی کی اور اسے 'استدلالی یقین' یا 'علم الیقین' کہا جاتا ہے۔ یہ خیال بالکل غلط ہے کہ اسلام سائنسی علوم کا مخالف ہے بلکہ سائنس تو اسلام کی مرہونِ منّت ہے۔ اگر اسلام معرضِ وجود میں نہ آتا تو سائنسی تعلیم پردے میں رہتی اور انسان تحقیقی ظرف سے متعارف نہ ہوسکتا۔

مقالہ ہٰذا کے اس حصے کی تحقیق کا محرک ایک تصور اور ایک جذبہ ہے، یعنی کہ موجودہ سائنسی اور سماجی علوم نے مل کر جو ایک نیا تصورِ انسان وضع کیا ہے اور اسے قریب قریب ایک عالمگیر حیثیت دے دی ہے، اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے دین میں ودیعت فرمودہ تصورِ انسان کی ایسی تفصیل اور ایسے استدلال کے ساتھ اس کا بیان اور اظہار کیا جائے کہ موجودہ مادی علوم کا انسان کے بارے میں جو مجموعی نظریہ ہے وہ دین کے بخشے ہوئے، دین کے مقرر کردہ معیار پر کامیابی کے ساتھ، علمی تفوق کے ساتھ اور شعور کی گہرائیوں کے ساتھ پرکھا جاسکے اور دینی معیارات پر علوم کے پرکھے جانے کے نتائج خود ان علوم میں جاری منطق کے لیے قابل قبول یا واجب التسلیم ہو جائے۔ یہ دینی علماء کی بہت بڑی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری ہے کہ وہ دین کے غلبے کو شعور کی تمام اقلیموں میں ثابت کریں۔ تمام تر مادی وسماجی اور سائنسی علوم کا چونکہ مرکز ومحور یہ ہے کہ انسان ان علوم کے ذریعے سے جان سکے:

1۔ کائنات کی تخلیق کس طرح ہوئی؟ 2۔ کائنات کی تخلیق کرنے والا کون ہے؟

2۔ انسان کی اپنی تخلیق کس طرح ہوئی اور اس کا مقصدِ حیات کیا ہے؟

مندرجہ بالا تینوں سوالات کے شافی وکافی جوابات کا حصول اگر انسان کو ہو جاتا ہے تو اب یہاں اصل سوال یہ کھڑا ہوتا ہے کہ: کیا ان تینوں سوالات کے حاصل کردہ جوابات شکوک و شبہات سے پاک ہیں؟ ان جوابات کے حصول کا اصل ماخذ ومنبع کیا علوم ہیں؟ دوسرے آسان

الفاظ میں یوں کہ ان تینوں جوابات کے حصول کا تصورِ علم کیا ہے؟ اور علم کا دائرہ کار کیا ہے؟ تو گویا یہ اصل سوالات ہیں جن کے جاننے کی انسان کو ضرورت بھی ہے اور وہ اس کا مشتاق بھی ہے۔ تاہم ان چار سوالات:

1۔ تصورِ علم کیا ہے؟ 2۔ کائنات کی تخلیق کس طرح ہوئی؟

3۔ کائنات کا خالق کون ہے؟ 4۔ انسان کی تخلیق کس طرح ہوئی؟

کو موجودہ سائنسی علوم اور مذہبی اصولوں کی روشنی میں پرکھ کر تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جائے گا۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ تصورِ علم:

مقالہ کے اس حصے میں اس سوال کا دو پہلوؤں سے جائزہ پیش کیا جائے گا:

ا۔ سائنس کا تصورِ علم ب۔ اسلام کا تصورِ علم

ا۔ سائنس کا تصورِ علم

سائنس حق کی تلاش ہے لیکن جدید سائنس کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ حق کی تلاش کے لیے صرف مادی طریقوں پر انحصار کرتی ہے اور مادیات کے ماوراء اقرار نہیں کرتی جس کی وجہ سے سائنس کی دسترس کائنات میں بہت محدود ہے۔ چنانچہ موجودہ سائنسی فہم اور طریقہ کار خود ہی سائنس کی مزید ترقی پر بہت بڑی رکاوٹ بنتا جا رہا ہے۔ آئن سٹائن کے نظریۂ اضافت کے مطابق رفتار کی آخری حد خلا میں روشنی کی رفتار یعنی ۳ لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ ہے۔ دیکھنے میں یہ بہت بڑی رفتار ہے لیکن کائنات کی وسعتوں کے اعتبار سے اس قدر کم ہے کہ بفرضِ محال انسان یہ رفتار حاصل کر بھی لے تب بھی وہ پوری حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتا۔ اس طرح مادی سائنس نے اپنی پہنچ کی حدود کو خود ہی محدود کر دیا ہے۔ یوں وہ تمام تر حقائق کا تجرباتی طور پر ادراک کبھی بھی نہیں کر سکتی۔

جیسے بڑی سے بڑی حقیقت کے سلسلے میں سائنس محدود ہے اسی طرح چھوٹی سے چھوٹی حقیقت کی پہچان کے لیے بھی سائنسی دریافتیں کافی نہیں ہیں۔

مشہور سائنسدان ہیزن برگ (Heisenberg) کا نظریۂ بے یقینی (Uncertainty Principle) یہ ہے کہ: ''انتہائی باریک اور چھوٹی چیزوں کی ہیئت کو صحیح طور

پر سمجھنا سائنس کے دائرہ کار سے باہر ہے۔اس لیے کہ ایک خاص حد کے بعد ہمارے پاس مزید پیمائش کا کوئی طریقہ باقی نہیں رہ جاتا بلکہ جس چیز کی مدد سے پیمائش کی جاتی ہے اس کے اپنے اثرات زیرِ تجربہ چیزوں کی ہیئت کو تبدیل کر دیتے ہیں۔''

گویا انتہا کے حقائق سائنس کی بساط سے باہر ہیں۔اس لیے جو لوگ سائنس کو حرفِ آخر سمجھتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان کی یہ سوچ خود سائنس کے خلاف جاتی ہے۔سائنس کی جدوجہد کا محور اجزا (Parts) ہیں، کل (Total) کی حقیقت اس کے ادراک سے باہر ہے یعنی سائنس کے ذریعے ٹوٹل سچائی کا ادراک ناممکن ہے۔

سائنس کا علم صرف شہود (Physical) تک ہے۔عالم الغیب (Meta Physical World) اس کی دسترس سے باہر ہے۔مثلاً زندگی اور موت کا درمیانی وقفہ تو کسی حد تک سائنس کے دائرۂ کار میں آتا ہے لیکن زندگی سے پہلے اور موت کے بعد کے حقائق اس کے بس کی بات نہیں ہے۔یہ مخلوق کی تو کسی حد تک دعویدار ہے لیکن خالق کے بارے میں خاموش ہے۔اسی طرح نفس اور روح کے معاملات اس کی پہنچ سے باہر ہیں یعنی ٹوٹل حقیقت کی تلاش میں سائنس ایک محدود ذریعہ علم ہے۔ان حالات میں یہ سوال اہم ہے کہ سائنس کے دائرۂ کار سے باہر کے حقائق کا علم انسان کو کیسے ہو؟ اس کا واحد جواب ہے: وحی الٰہی۔یعنی زمین پر آسان زندگی گزارنے کے لیے تو رب العالمین نے انسان کو سائنس کا علم دیا لیکن اس کی روحانی بالیدگی کے لیے اس نے وحی کا انتظام کیا۔

ب۔اسلام کا تصورِ علم:

ع۔ل۔م مادے سے ہے۔جہل کی ضد ہے۔''مفردات القرآن'' میں ہے: ''کسی شے کی حقیقت کا اِدراک علم ہے''۔یہ ادراک دو طرح سے ہوسکتا ہے۔

اوّل: ادراك ذات الشيء ''ذاتِ شے کا ادراک''

دوم: العلم على الشيء بوجود شيء هو موجود له او نفي شيء هو منفي عنه۔ ''علم ایک صفت ہے، جس کے ذریعے کسی شے کا ادراک حاصل ہوتا ہے''۔

تاہم علماء نے علم کی کسی قطعی اور جامع و مانع تعریف سے بالعموم احتراز کیا ہے۔تاہم

ان کی پیش کردہ تعریفات کو اگر مجمل صورت دے دی جائے تو بھی ان کی تعداد خاصی ہو جاتی ہے۔
علم کی فضلیت و اہمیت کے بارے میں قرآن کریم میں بہت ساری آیات ہیں۔
سورۃ العلق میں ارشادِ ربانی ہے:

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ O خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ O اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ O الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ O عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ O (العلق: 01-05)

''(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو، جس نے (عالم کو) پیدا کیا جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا، پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جس کا اس کو علم نہ تھا''۔

اِسی طرح علم کے متعلق سورۃ المجادلہ میں ارشاد فرمایا:

يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (المجادلہ: 11)

''جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے خدا ان کے درجے بلند کرے گا''۔

قرآن کریم نے انسان کو کائنات کے مشاہدے، فکر، تعقل اور تدبر کی بار بار تاکید کی ہے۔ کیونکہ کائنات کی تخلیق میں غور و فکر کرنا ہی عرفانِ الٰہی کا موجب ہے۔ اس جدید سائنسی دور میں انسانی ذہن میں خدا کے وجود کے بارے میں سوال پیدا ہونا فطری بات ہے۔ اس نوعیت کے سوالات مثلاً اللہ تعالیٰ کی ہستی کا وجود، ملائکہ، جنات، جنت و دوزخ، عالم ارواح، زندگی بعد از موت یہ تمام تر سوالات کا تعلق علم فلسفہ کی ایک شاخ سے ہے جسے 'علم الٰہیات' یا 'مابعد الطبیعات' کہتے ہیں اور انگریزی میں اِسے میٹافزکس (Metaphysics) کہتے ہیں۔

مندرجہ بالا تمام سوالوں کا تعلق انسان کے ایمان اور عقیدہ سے ہے۔ موجودہ سائنس اپنی تمام تر کاوشوں کی پیش رفت، تجربات، مشاہدہ، تحقیق و جستجو کے باوجود کوئی ایسا فارمولا پیش کرنے سے قاصر ہے جس کے ذریعے انسان مندرجہ بالا سوالات کا جواب تلاش کر سکے۔ عام آدمی کبھی بھی سائنس کے ذریعے خدا کی ہستی کا نظارہ نہیں کر سکے گا۔ البتہ اللہ کے برگزیدہ بندے جن میں اللہ کے انبیاء اور اولیاء شامل ہیں اپنی روحانی قوتوں کے ذریعے ان نہ دکھائی دینے والی

قوتوں کا یقیناً اِدراک حاصل کر سکتے ہیں۔

قرآن مجید میں لفظ ''علم'' مختلف اشتقاقی صورتوں میں 778 مرتبہ وارد ہوا ہے ۔ ان مواقع پر علم کی دونوں شکلیں مدنظر ہیں: اوّل، وہ علم جو ذاتِ باری کی وہ صفت خاص ہے جو علیم، عالم اور علام صورتوں میں موجود ہے۔ دوم ، وہ علم جو مخلوق، خصوصاً انسان کو بھی ارزانی ہوا ہے ۔ قرآن مجید میں اس مادے کے اشتقات جس کثرت سے آئے ہیں ان سے یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں کہ قرآن مجید کی رو سے علم کو غیر معمولی بلکہ فوق الکل اہمیت حاصل ہے اور جب یہ جزوی ترادف کے ساتھ دوسرے مترادفات مثلاً **تعقلون ، یتدبرون،، تفقھون ، تشعرون** کے ساتھ مل کر یا ان کی جگہ آتا ہے تو ان سے علم کے طریقوں غایتوں اور جہتوں کا پتہ چلتا ہے۔

مغربی حکماء بڑے زمانے تک یہی باور کراتے رہے کہ انسانی علم کے بارے میں اسلام کا رویہ محض نظری اور داخلی ہے۔یعنی 'عملی و تجربی' (Empirical) نہیں، لیکن یہ خیال درست نہیں ہے۔اسلام میں علم کی بڑی غایت جہاں معرفت ذات وصفات باری ہے، وہاں انسانی فلاح وخیر بھی ہے۔اس کا ایک مقصد افادہ ہے۔ یہ تصور قرآن پاک کی آیات سے مترشح ہوتا ہے۔مگر اس کی اساسیات محض مادی نہیں۔مغرب کے فلسفہ عملیت یا نتائجیت (Pragmatism) کے برعکس اس میں مادی اور جہاتی نتائج کے علاوہ روحانی نفع اور آخرت کی خیر بھی شامل ہے۔ یہ قرآن مجید کے ہی اثباتی اور مشاہداتی رجحان کا نتیجہ تھا کہ ازمنہ مظلمہ کے خالص داخلی تصورِ علم کے بعد یورپ میں پہلے ذوقِ مشاہدہ وتحقیق اور پھر ذوقِ تجزیہ پیدا ہوا۔

اسلام میں حصولِ علم کے ذرائع:

اسلام میں حصولِ علم کے مختلف ذرائع ہیں: مثلاً حواسِ خمسہ، کشف، وجدان، عقل اور وحی الٰہی اور سب سے معتبر شکوک وشبہات اور خطا واحتمال سے مبرا ومنزہ ذریعہ علم ''وحی الٰہی'' ہے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر لفظ ''وحی'' استعمال کیا گیا ہے۔

سورۃ الشوریٰ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهٖ مَا يَشَاءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيمٌ O (الشوریٰ:51)

''اور کسی آدمی کے لئے ممکن نہیں کہ خدا اس سے بات کرے مگر الہام (کے ذریعے) سے یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی فرشتہ بھیج دے تو وہ خدا کے حکم سے جو خدا چاہے القا کرے۔ بے شک وہ عالی رتبہ (اور) حکمت والا ہے''۔

☆ حواسِ خمسہ سے حصولِ علم کا تذکرہ سورۂ ملک میں یوں اللہ نے فرمایا ہے:

قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ O (الملک:23)

''کہو وہ خدا ہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا۔ اور تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے (مگر) تم کم احسان مانتے ہو''۔

آیتِ مبارکہ کی وضاحت مفتی محمد شفیع نے 'معارف القرآن' میں یوں فرمائی ہے:

''آیت مبارکہ میں اعضائے انسانی میں سے ان تین اعضا کا ذکر ہے جن پر علم وادراک اور شعور موقوف ہے۔ فلاسفر نے علم وادراک کے پانچ ذرائع بیان کیے ہیں جن کو حواسِ خمسہ کہا جاتا ہے۔ یہاں حق تعالیٰ نے پانچ چیزوں میں سے دو کا ذکر کیا ہے یعنی کان اور آنکھ۔ کیونکہ بیشتر معلومات انسان انھیں دو راہوں سے حاصل کرتا ہے اور تیسری چیز قلب کو بتایا ہے کہ وہ اصل بنیاد اور مرکز علم ہے۔ کانوں سے سنی ہوئی اور آنکھوں سے دیکھی ہوئی چیزوں کا علم بھی قلب پر موقوف ہے۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات اس پر شاہد ہیں کہ قلب کو مرکز علم قرار دیا ہے۔ بخلاف فلاسفر کے کہ وہ دماغ کو اس کا مرکز مانتے ہیں''۔

☆ تدبر و تفکر اور عقل سے کام لینے اور غور و فکر کی قرآن جا بجا بار بار دعوت دیتا ہے:

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ O (یونس:24)

''جو لوگ غور کرنے والے ہیں۔ ان کے لیے ہم (اپنی قدرت کی) نشانیاں اسی طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں''۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ O (البقرہ:242)

''اسی طرح خدا اپنے احکام تمہارے لئے بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو''

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا

''بھلا یہ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے؟ اگر یہ خدا کے سوا کسی اور کا (کلام) ہوتا تو اس میں (بہت سا) اختلاف پاتے''۔ (النساء:82)

''تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ'' میں علامہ اقبال کا بیان ہے:

The birth of Islam, as I hope to be able presently to prove to your satisfaction is the birth of inductive intellect,

''اسلام کا ظہور عقل استقرائی (سائنس) کا ظہور ہے''۔

الغرض سائنس اور اسلام کے تصورِ علم کا جائزہ لینے کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ وحی اور سائنس میں فرق یہ ہے کہ سائنس عالم شہود (Physical Realm) کا علم ہے اور وحی عالم الغیب (Metaphysical world) کا علم ہے۔ تمام علوم اللہ ہی کی طرف سے ہیں۔ انسانیت کی یہ انتہائی خوش قسمتی ہے کہ سو فیصد شک وشبہ سے بالاتر وحی کا یہ علم قرآن کریم کی شکل میں محفوظ ہے اور اس کی تفصیلات و جزئیات سنتِ رسول ﷺ کی شکل میں محفوظ ہے۔

تخلیقِ کائنات کے متعلق سائنسی اور قرآنی تصورات:

سائنس کائنات کی تخلیق کے متعلق وقتاً فوقتاً مختلف نظریات پیش کرتی رہی ہے۔

1۔ عظیم دھماکے کا نظریہ (Theory of Big Bang) کے مطابق کائنات شروع میں ہائیڈروجن گیس کا ایک بادل تھی جو کہکشاؤں، ستاروں اور سیاروں میں تقسیم ہوگئی یعنی پہلے باہم ایک اکائی کے طور پر ملے ہوئے تھے بعد میں ان کو الگ الگ کر دیا گیا۔

2۔ مستقل حالت کا نظریہ (Theory of steady state) کے مطابق کائنات نہ تو ارتقاء پذیر ہے اور نہ ہی وقت کے ساتھ ساتھ اس میں کوئی تبدیلی آئی ہے، نہ اس کا کوئی آغاز ہے اور نہ ہی اختتام۔ کوئی ماضی، حال اور مستقبل نہیں۔ کائنات ہمیشہ سے ایسی ہے اور ایسی ہی رہے گی۔

3۔ ارتعاشی نظریہ (Theory of oscillation) کے مطابق کائنات عظیم دھماکے سے شروع تو ہوئی پھیلنا بھی شروع ہوئی لیکن ہمیشہ پھیلتی نہیں جائے گی۔ تجاذبی قوت (Gravity force) اس کے پھیلاؤ کو روک دے گی۔ اس ماڈل کے مطابق کائنات ہمیشہ باہر کی طرف جھولے کی طرح جھولتی ہے اور پھر ایک طویل مدت کے بعد اندر کی طرف جھولے گی ماضی میں بھی جھولتی تھی اور آئندہ مستقبل میں بھی جھولے گی۔

مندرجہ بالا تینوں نظریات کے متعلق حتمی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ کون سا نظریہ درست ہے؟ تینوں نظریات غیر یقینی صورتحال سے دوچار ہیں یعنی ان کے تصدیق کرنے میں کون سا نظریہ یقیناً درست ہے۔ لیکن قرآن حکیم نے واضح طور پر بتا دیا کہ کائنات کی تخلیق کا ابتدائی مادہ ''دخان'' کا ایک بادل تھا جس سے یہ کائنات وجود میں آئی۔

ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ (حم السجدہ: 11)

''پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں تھا''۔

زمین و آسمان باہم ملے ہوئے تھے۔ ان دونوں کو اللہ نے الگ الگ کر دیا۔

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ O (الانبیاء:30)

''کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے تو ہم نے جدا جدا کر دیا۔ اور تمام جاندار چیزیں ہم نے پانی سے بنائیں۔ پھر یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے؟''

قرآن ہی اس بات کی مکمل وضاحت بھی پیش کرتا ہے کہ یہ کائنات ہمیشہ سے نہیں تھی اور نہ ہی حادثاتی طور پر وجود میں آئی اور اس کا ایک دن اختتام بھی ہوگا اور وہی ذاتِ باری تعالیٰ جو اس کو وجود دینے پر قادر ہے، ختم کرنے پر بھی قادر ہے۔ سورۃ الانبیاء میں اللہ رب العزت نے اس بات کو یوں بیان فرمایا ہے:

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ O (الانبیاء:104)

''جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ لیں گے جیسے خطوں کا طومار لپیٹ لیتے ہیں۔ جس طرح ہم نے (کائنات کو) پہلے پیدا کیا اسی طرح دوبارہ پیدا کر دیں گے۔ (یہ) وعدہ (جس کا پورا کرنا لازم) ہے۔ ہم (ایسا) ضرور کرنے والے ہیں''۔

الغرض تخلیقِ کائنات کے متعلق سائنسی اور قرآنی نظریات جاننے کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ تخلیقِ کائنات کے متعلق قرآن کے پیش کردہ نظریات ہی تمام تر شکوک وشبہات سے پاک

ہیں۔اورانسان کی تشفی وتسلی کے لیے مکمل رہنمائی بھی فراہم کرتے ہیں۔

تخلیقِ انسانی کے سائنسی وقرآنی نظریات:

زمین پر زندگی کیسے شروع ہوئی......؟ اس کے متعلق سائنس وقتاً فوقتاً مختلف نظریات پیش کرتی رہی۔اس ضمن میں یہ کہا جاتا ہے کہ ’’جس طرح ایک حادثہ ہوااور زمین بن گئی اسی طرح ایک اور حادثہ ضروری تھا تاکہ زندگی بن جائے اور زندگی کی نمو محض ایک حادثہ تھی اور یہ ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت نہیں ہوا‘‘۔

اس کے مطابق ’’ایٹموں کا ایک گروہ زندگی پیدا کرنے کے لیے کافی اورضروری تھا۔کاربن،آکسیجن،ہائیڈروجن اور نائٹروجن کے ایٹم کسی طرح آپس میں مل گئے اور زندگی کی نمو ہوگئی۔لیکن چند کیمیائی عناصر کا کسی ترتیب سے مل جانا کیمیائی مرکبات تو بنا سکتا ہے مگر ان مرکبات میں زندگی کیسے پیدا ہوگئی؟‘‘

یہ ایک سربستہ راز ہے اور شاید آئندہ بھی راز ہی رہے۔اس وقت دنیا کے تمام سائنسدان اس سوال کا جواب نہیں دے سکتے وہ اس بارے میں جو کہہ سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ زمین پر زندگی سمندروں کے پانیوں میں شروع ہوئی۔اس بات کا ثبوت قدیم ترین باقیات (رکاز) سے ملتا ہے۔قدیم ترین اور آسانی سے شناخت ہوجانیوالے وہ متحجر ات (باقیات) ہیں جو تہہ درتہہ چٹانوں میں ملتے ہیں۔یہ چٹانیں 0.5 اور 0.6 ارب سالوں کے مابین بنی تھیں اور وہ قدیم حیات کا زمانہ ہے۔جسے دی کیمبرین پیریڈ (The Cambrian Period) کہا جاتا ہے۔اس زمانے سے متعلق متحجر ات (باقیات) ایک سادہ سمندری مخلوق کی نشاندہی کرتے ہیں اوران میں پیچیدہ زندگی ٹرائی بولائٹ (Trilobites) تھی لیکن اس دور میں پودوں اور جانداروں کے متحجر ات نہیں ملتے جس سے ظاہر ہے کہ اس وقت زمینی سطحات زندگی سے بالکل محروم تھیں۔چنانچہ پودوں اور جانوروں کے آثار آج سے 40 کروڑ سال پہلے کے ملتے ہیں۔تاہم زمین پر موجودہ زندگی کے بارے میں کہ وہ کہاں سے آئی؟ دونظریات پیش کیے جاتے ہیں:

1۔نظریۂ تخلیق غیرمعمولی (Theory of Special Creation)

اس نظریہ کے مطابق ہر شے پہلے دن سے اسی طرح وجود میں آئی تھی جس حالت میں

ہمیں آج ملتی ہے۔اور اسے پہلے ہی سے اس طرح پیدا یا ڈیزائن کیا گیا تھا کہ وہ اپنے ان جغرافیائی اور ارضیاتی حالات میں رہے جو اسے پیش آنا تھے، آئے ہیں یا آئیں گے۔اس نظریہ کے مطابق جب سے زندگی معرض وجود میں آئی ہے اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے۔اس طرح ہر جنس مستقل ہے اور اپنی ہی جنس کے افراد یعنی اولاد یا بچے (Offsprings) اس کی تخلیق کے پہلے دن سے اب تک نسل در نسل پیدا کرتی آ رہی ہے اور کسی دوسری جنس میں تبدیل نہیں ہوئی۔نظریہ تخلیق غیر معمولی دو عقائد پر مشتمل ہے:

(i) زندگی کسی مافوق الفطرتی عمل کے ذریعے ظہور پذیر ہوئی۔

(ii) زندگی غیر نامیاتی مادے (Inorganic) یا جمادات سے اچانک ظہور پذیر ہوئی۔(34)

2۔ارتقائے حیات کا نظریہ (Theory of Organic Evolution)

ارتقائے حیات کے نظریے کو حیاتیاتی ارتقاء (Biological Evolution) بھی کہہ سکتے ہیں۔اس نظریے یا فلسفے کا بانی چارلس ڈارون سمجھا جاتا ہے۔حالانکہ یہ غلط ہے۔کیونکہ ڈارون سے پہلے بھی ارتقاء کے بارے میں مختلف نظریات پائے جاتے تھے۔اس نظریے کے مطابق جب زمین پر حالات سازگار ہوئے، سمندر بن چکے اور خشکی پیدا ہو چکی تو پانی میں موجود عناصر کاربن، آکسیجن، ہائیڈروجن نے کروٹ لی اور اچانک ایک واحد خلیہ (Single cell) کی صورت اختیار کر لی۔ ہر حیاتیاتی شے خلئے سے بنتی ہے۔جس طرح مرد کے کرم منی (جو ایک خلیہ ہوتا ہے) اور عورت کا انڈا یا بیضہ (بھی ایک خلیہ ہے) دونوں آپس میں مل کر بچے کی پیدائش کا باعث بنتے ہیں اس طرح یہ خلیہ کثیر خلوی (Multicellular) یا کثیر الخلایا بن گیا۔ یہ نباتات اور حیوانات میں تبدیل ہو گیا۔ پہلا خلیہ جو بنا وہ سبز تھا یعنی اس میں کلوروفل (chlorophyll) موجود تھا اور یہ الجی (کائی) کی ایک قسم تھا۔اس میں حیوانات اور نباتات کی ملی جلی خاصیتیں تھیں اور اسی خلیے سے آگے مختلف مدارج طے کرتے ہوئے حیوانات اور نباتات کی مختلف نسلیں بنیں۔ ایسے خلیے جو بیک وقت جانور بھی ہیں اور پودے بھی آج بھی ملتے ہیں۔ایک کا نام 'کلیمی ڈوموناز' (Chlamydomonas) ہے اور دوسرے کا نام 'والوکس' (Volvox)۔ایک اور قسم یوگلینا (Euglena) بھی اسی زمرے میں شامل ہے۔ان میں کلوروپلاسٹ بھی ملتے ہیں اور آنکھ کا نقطہ

(Eye-spot) بھی۔ یہ جانوروں کی طرح چلتے ہیں اور گندگی باہر خارج کرتے ہیں۔ سانس لیتے ہیں مگر خوراک پودوں کی طرح بذریعہ شعاعی یا ضیائی تالیف (Photosynthesis) بناتے ہیں۔ اس لئے ایک طرف تو ماہرِ نباتات ان کو الجی (کائی) تسلیم کرنے پر متفق ہیں تو دوسری طرف ماہرِ حیوانات ثابت کرتے ہیں۔ اس ارتقا کا ایک ایسا ثبوت دستیاب ہو جاتا ہے جسے جھٹلانا ممکن نہیں۔ پھر ایک دن ایسا ہوا کہ اس دوصنفی یا دوجنسی (Bisexual) خلیے سے ایک خلیہ جانور بن گیا جسے امیبا (Amoeba) کا نام دیا گیا۔ یہ خالصتاً جانوروں والے خواص رکھتا تھا۔ اس لئے اسے جانور کہا گیا۔ اس امیبا (واحد الخلیہ) کے وجود سے آگے لاکھوں کروڑوں خلیوں کے حیوان پیدا ہوتے چلے گئے جن میں کیڑے، مچھلیاں، مینڈک، ڈینوسارز (Dinosaurs)، سانپ، بندر اور آدمی سبھی شامل ہیں۔

3۔ قرآن کریم تخلیقِ انسانی کے متعلق مکمل معلومات فراہم کرتا ہے۔ ایک طرف اللہ رب العزت انسان سے سوالیہ انداز میں اس کے خالق کے متعلق دریافت فرماتے ہیں:

أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ O (الطّور:35)

''کیا یہ کسی کے پیدا کئے بغیر ہی پیدا ہو گئے ہیں۔ یا یہ خود (اپنے تئیں) پیدا کرنے والے ہیں''

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ O (انبیاء:30)

''کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے تو ہم نے جدا جدا کر دیا اور تمام جاندار چیزیں ہم نے پانی سے بنائیں۔ پھر یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے؟''

إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِينٍ لَازِبٍ O ''انہیں ہم نے چپکتے گارے سے بنایا ہے'' (صافات:11)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً (النساء:1)

''لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا (یعنی اول) اس سے اس کا جوڑا بنایا۔ پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورت (پیدا کر کے روئے

زمین پر) پھیلا دیے‘‘۔

تخلیق انسانی کے تمام تر مراحل کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ المومنون میں تفصیلاً بیان فرمادیا:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ O ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ O ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ O (المومنون:12-14)

’’اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا ہے پھر اس کو ایک مضبوط (اور محفوظ) جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا پھر نطفے کا لوتھڑا بنایا۔ پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت (پوست) چڑھایا۔ پھر اس کو نئی صورت میں بنادیا۔ تو خدا جو سب سے بہتر بنانے والا بڑا بابرکت ہے‘‘۔

الغرض انسانی تخلیق کے متعلق سائنس کے نظریات میں تو شکوک وشبہات اور وقت کے ساتھ ساتھ تغیر وتبدل کی گنجائش بھی ہوتی رہی۔ تخلیق انسانی کے سائنسی نظریات کو اگر ایک وقت میں دنیا نے قبول کیا تو اگلے آنے والے اوقات ازمنہ میں رد بھی کیا گیا لیکن تخلیق انسانی کے متعلق پیش کردہ قرآنی نظریات وحقائق کلی صداقتوں پر مبنی ہیں۔

4۔ سائنسی نقطہ نظر کے مطابق اگر مذہب (اسلام) کے بغیر اللہ کی تلاش کی جائے تو کیا ایسا ممکن ہے؟ اور کیا اللہ تعالیٰ کی ذات فطرت کی معلوم قوتوں کے مجموعے کا نام ہے؟ اس سوال کا جواب نفی میں ہے۔ اگر ماہر طبیعات فطرت کی تمام قوتوں کو ایک عالمگیر قوت یا قانون میں تبدیل کرنے میں کامیاب بھی ہو جائیں تو کیا وہ ہمارا خدا یا اللہ ہو گا، جس کی بنی نوعِ انسان عبادت یا پرستش کرتی آ رہی ہے۔ تو اس کا جواب ہے ’’نہیں‘‘ وہ ہمارا خدا نہ ہوگا۔

یہ فطرت کی قوتیں یا سائنسی قوانین تو فطرت کو سمجھنے میں محض ہماری اعانت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کی دنیا کے درمیان میں کیا تعلق ہے؟ یہ تعلق انسان کی فکر سے بالاتر ہے لہٰذا یہ سوچنا ہی احمقانہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دنیاوی قوتوں کا مجموعہ یا تالیف ہے۔ یہ قوتیں اللہ تعالیٰ نے تخلیق کی ہیں۔ سائنسی تحقیق وتجربات تو ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ اس کائنات میں ایک فطری

نظام ہے، ہم آہنگی ہے، ترتیب ہے، اور اس میں وحدت (اکائی) ہے، تسلسل اور ایک طرح کی تدریجی ترقی ہے جس کی طرف یہ کائنات رواں دواں ہے۔

خدا کائنات میں معلوم قوتوں کا مجموعہ (Sum ,total) نہیں ہے۔ یہ محض طبعی قوتیں ہیں اور کائنات میں تمام طبعی قوتوں کا مجموعہ بھی محض ایک طبعی قوت ہی ہوسکتا ہے۔ ایسی قوت جو قابل پیائش وشناخت ہے مگر لامحدود نہیں خدا نہیں ہے۔

یہ کائنات جس میں یہ قوتیں کارفرما ہیں، محدود ہوسکتی ہے مگر خدا کی ذات لامحدود ہے۔ کائنات سے خدا کا تعلق کیسا ہے؟ یہ ہمارے وہم وگمان سے بھی بالاتر ہے۔ اور یہ سائنس انسان کے لیے ایک مشعل ہے جو اس کے دماغ کو روشن کرتی ہے اور انسان کے عقیدہ یا مذہب میں یقین کو مضبوط بنا سکتی ہے لیکن یہ سائنسی تحقیق کے ذریعے خدا کو نہیں پا سکتی۔ سائنس غیر شخصی اور غیر جذباتی ہے یعنی جذبات سے عاری ہے اور یہ ممکن ہی نہیں کہ ہم سائنس کے ذریعے فطرت سے فطرت کے خدا تک پہنچ جائیں۔ عظیم مذہبی تصور خدا کی ذات ہے جو خالقِ کائنات ہے اور ہر ارتقا کا مبدا ہے۔ اور خدائی روح سب میں موجود ہے۔ مذہب نے یہی تصور دیا ہے۔ مگر خدا کا تصور سائنسی کائنات سے باہر ہے۔ دنیائیں دو ہیں، ایک مرئی (Seen)، دوسری غیر مرئی (Unseen) یعنی ایک دنیا حاضر ہے اور دوسری غائب ہے۔ غیر مرئی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کا تصور، زندگی بعد از موت، فرشتے، جنات، دوزخ وجنت وغیرہ شامل ہیں ان کا مطالعہ فلسفہ میں مافوق الطبعیات (Metaphysics) کہلاتا ہے۔

سورۃ الانعام کے مطابق:

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ O (الانعام:103)

”(وہ ایسا ہے کہ) نگاہیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں اور وہ نگاہوں کا ادراک کرسکتا ہے اور وہ بھید جاننے والا خبردار ہے“

البتہ کشف، الہام یا وحی (Revelation)، ارتکاز، غور وفکر (Meditation) یا باطنی آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں۔ جسے قرآن کریم میں ’قلب‘ (دل) کہا گیا ہے یعنی غائب کی دنیا کو دل کے ذریعے دیکھ سکتے ہیں۔

قرآن پاک میں جس ذاتِ باری تعالیٰ نے اپنا تعارف بطور 'اِلٰہ' اور 'خالق کائنات' کے کروایا ہے، اس کی بے شمار صفات ہیں جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جا بجا فرمایا ہے:

وَلِلّٰهِ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَآئِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ O (الاعراف:180)

''اور خدا کے سب نام اچھے ہی اچھے ہیں۔ تو اس کو اس کے ناموں سے پکارا کرو اور جو لوگ اس کے ناموں میں کجی اختیار کرتے ہیں ان کو چھوڑ دو۔ وہ جو کچھ کر رہے ہیں عنقریب اس کی سزا پائیں گے''

علم کا مصدر و منبع (مبدا) صرف اور صرف خدا کی ذات ہے اور اس سے زیادہ جاننے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ خدا کا علم وسیع و محیط ہے۔ وہ انفس و آفاق کے علم کا مالک اور عالم الغیب و الشہادہ ہے۔ وہ دلوں کی وہ باتیں بھی جانتا ہے جن کو لوگ چھپاتے ہیں۔ زمینوں اور آسمانوں کے اسرار اور بر و بحر میں چھپی ہوئی جتنی حکمتیں ہیں خدا کا علم ان سب پر محیط ہے اور مفاتیح الغیب اسی کے ہاتھ میں ہیں وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ (اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں) (الانعام:59) یوم الساعۃ کا علم بھی اسی کے پاس ہے: وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ (اور اسی کو قیامت کا علم ہے) (الزخرف:85)

'علاّم' اور 'علیم' کے ساتھ جب دوسرے اسماء بطور تاکید و اضافہ آتے ہیں تو ان سے اللہ تعالیٰ کے علم کی دوسری وسعتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ مثلاً **علیم حکیم**، **سمیع علیم**، **حفیظ علیم**، **واسع علیم**، **عزیز علیم**۔ ان جیسی تراکیب میں اللہ تعالیٰ کے علم غیر متناہی کے ساتھ ساتھ اس کی جملہ نوعتیں اور اس کی جملہ ظاہر اور مخفی صورتیں، جو شانِ خداوندی کے دوسرے اوصاف سے متعلق ہیں، ظاہر ہوتی ہیں۔ مثلاً جب علیم کے ساتھ حکیم کا لفظ آتا ہے تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ خدائے تعالیٰ ہر شے کا علم رکھنے کے علاوہ اس کے جملہ اسباب اور اس سے متعلق جملہ منافع و خواص اور تاثیرات اور اسی کے عملی نتائج سے بھی باخبر ہے اور انھیں بروئے کار لانے والا بھی ہے (50)۔ چونکہ انسان کو "تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰه" کی ہدایت ہوئی ہے اس لئے ایک لحاظ سے انسان کے لیے اصولِ ہدایت بھی یہی ہے کہ علم کے ساتھ عمل اور تدبیر اور تنظیم کار کا علم بھی ہو۔ اگرچہ انسان ضعیف البنیان جسے ظلوم و جہول کہا گیا ہے، خدا کے علم و حکمت کے محض

کناروں ہی کو چھو سکتا ہے اور انسان کو (ان معنوں میں) خدا کے علم محیط سے نسبت یا مثال دینا بھی غلط ہے تاہم اپنی محدود حد تک انسان علم و حکمت کے انھیں نشانات کو جمع کر کے مفید عملی نتائج حاصل کر سکتا ہے۔ اِسی طرح علیم کے ساتھ واسع، حفیظ، سمیع اور عزیز جیسی توسیعات سے علمِ خداوندی کی غایتیں، جہتیں اور وسعتیں ظاہر ہوتی ہیں جنہیں وہ کارخانۂ عالم کی تنظیم کے لیے اپنی مشیت اور قانون کے تحت استعمال کرتا ہے۔ انسان جو بھی علم حاصل کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی نے دیا ہے۔ اس کی حقیقت، نتائج اور اس کے مضمرات کا صحیح علم بھی اسی (اللہ تعالیٰ) کو ہے۔ انسان کو جو علم حاصل ہوا ہے وہ وہبی بھی ہے اور اکتسابی بھی، مگر منبع ہر حال میں خدا کی ذات ہی ہے۔

الغرض! اس بحث کو سمیٹتے ہوئے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ایک طبعی قوت (Physical force) اللہ تعالیٰ کی صفات حاصل نہیں کر سکتی اور اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات کو سائنس کی آنکھ سے نہیں دیکھا جا سکتا بلکہ ظاہری آنکھوں سے بھی نہیں دیکھا جا سکتا۔ انسان صرف قلوب کے ذریعے ہی غائب کا اور اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ سائنس کا مقولہ ہے "Seeing is believing" (دیکھنا ہی یقین کر لینا ہے) مگر مذہب کا مقولہ ہے "Believing is seeing" (یقین کرنا ہی دیکھنا ہے)۔

مذہب خدا کا قول اور سائنس خدا کا فعل ہے۔ لہٰذا دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ سائنس سے بالاتر مذہب ہے لیکن سائنس اور مذہب دو مختلف راستے ہیں جو ایک ہی سچائی یا حقیقت مطلق (Absolute Reality) یا خدا کی طرف جاتے ہیں۔

حاصلِ کلام:

انسانیت کو درپیش 4 اہم بنیادی سوالات کا سائنسی اور قرآنی نظریات سے جائزہ لینے کے بعد یہ حقیقت عیاں ہے کہ قرآن پاک میں بیان کردہ حقائق اپنی صداقت کے لیے سائنس کے محتاج نہیں یعنی قرآن سے راہنمائی سائنس نے حاصل کرنی ہے اور اس بات کا بھی ثبوت ملا کہ سائنسی نظریات و انکشافات وقتاً فوقتاً بدلتے رہتے ہیں لیکن مسلماتِ دینیہ اور قرآنی حقائق و انکشافات تمام تر شکوک و شبہات سے بالاتر اور قیامت تک کے لیے تغیر و تبدیل سے مبرا و منزہ ہیں۔

(مصادر و مراجع برصفحہ 61)

فتنۂ دجّال

(احادیث مبارکہ کی روشنی میں)

حصہ چہارم II

محمد نعمان اصغر

vii. دجال کی قوتیں اور طاقتیں

i. دجال کے ساتھ روٹی کا پہاڑ، پانی کی نہر اور آگ ہوگی:

37۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دجال کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنا پوچھا اتنا کسی نے نہیں پوچھا اور آپ نے فرمایا کہ ''اس سے تمہیں کیا نقصان پہنچے گا''۔ میں نے عرض کیا کہ ''لوگ کہتے ہیں کہ اس کی ساتھ روٹی کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی''۔ آپ نے فرمایا کہ ''وہ اللہ تعالیٰ پر اس سے زیادہ آسان ہے''۔ (صحیح بخاری-7122)

38۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دجال کا ظہور ہوگا تو اس کے ساتھ نہر اور آگ ہوگی۔ جو شخص اس کی آگ میں داخل ہوگیا تو اس کا اجر واجب ہوگیا اور اس کے گناہ مٹا دیے گئے۔ اور جو شخص اس کی نہر میں داخل ہوگیا تو اس کا گناہ واجب ہوگیا اور اس کا اجر ختم کردیا گیا۔ (سنن ابوداؤد-4244)

ii. دجال جانوروں اور انسانوں کو زندہ کرے گا:

39۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ دجال ایک اعرابی (دیہاتی) کے پاس آئے گا تو کہے گا کہ اگر میں تمہارے اونٹ کو زندہ کردوں تو کیا تجھے یقین نہیں آئے گا کہ میں تمہارا رب ہوں؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں۔ شیطان اس کے لئے اس کے اونٹ کی صورت اختیار

کرلے گا۔ تو اس کے تھن بہترین اور کوہان بڑی ہو جائے گی۔ دجال دوسرے آدمی کے پاس آئے گا جس کا بھائی اور والد فوت ہو چکے ہوں گے، وہ اسے کہے گا کہ اگر میں تمہارے والد اور بھائی کو زندہ کردوں تو کیا تجھے یقین نہیں ہوگا کہ میں تمہارا رب ہوں؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں۔ تو شیطان اس کے والد اور بھائی کی صورت اختیار کرلے گا''۔ (مشکوۃ المصابیح-5491)

iii. دجال کے گدھے کے دو کانوں کا فاصلہ ستر باع ہوگا:

40۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ دجال ایک نہایت سفید گدھے پر سوار ہو کر نکلے گا۔ اس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر باع (ایک باع دو ہاتھ) فاصلہ ہوگا۔ (بیہقی ضعیف-5493)

viii. خروج دجال کے بعد کے حالات

i. دجال شدید غصہ میں نکلے گا:

41۔ حضرت نافعؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ابن صیاد (ایک یہودی لڑکا) کو مدینہ منورہ کی ایک گلی میں دیکھا تو انہوں نے اسے برا بھلا کہا اور اس کی ڈانٹ ڈپٹ کی۔ ابن صیاد غصے میں اس قدر پھول گیا کہ راستہ بند ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس ایک لاٹھی تھی انہوں نے اسے مار مار کر لاٹھی توڑ دی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ تمہیں اس سے کیا غرض ہے؟ کون سی چیز تمہیں اس پر اُکسا رہی ہے؟ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ دجال اس وقت نکلے گا جب اسے شدید غصہ آیا ہوا ہوگا''۔ (مسند احمد-12953)

ii. فرشتے مدینہ کے راستوں پر پہرہ دیں گے:

42۔ حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مدینہ پر مسیح دجال کا رعب نہیں پڑے گا۔ اس وقت اس کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر پہرہ دار دو فرشتے ہوں گے'' (صحیح بخاری-7126)

43۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''فرشتے کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہوگی اور وہ دجال کو (مکہ اور مدینہ) میں داخلے سے روک دے گا''۔ (صحیح مسلم-7386)

44۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مدینہ کے داخلی راستوں پر فرشتے پہرہ دیتے ہیں۔ اس میں طاعون داخل ہوگا نہ دجال۔'' (متفق علیہ-2741)

iii. اصفہان کے یہودی دجال کی پیروی کریں گے:

45۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''دجال اصبہان کی یہودیوں کی بستی سے ظاہر ہوگا۔اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے۔انہوں نے سبز رنگ کی شالیں کندھوں پر ڈال رکھی ہوں گی''۔(مسند احمد-12983)

iv. دجال مدینہ کے قریب قیام کرے گا:

46۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مکہ اور مدینہ کے علاوہ دجال ہر شہر کو خراب کر ڈالے گا۔ان دونوں شہروں کے تمام داخلی راستوں پر فرشتے صفیں باندھے ان کی حفاظت کر رہے ہیں۔وہ (دجال) شور والی زمین (مدینہ کے قریب) پر اترے گا۔پھر مدینہ اپنے رہنے والوں کو تین بار خوب جھٹکا دے گا تو ہر کافر و منافق اس (دجال) کی طرف نکل جائے گا۔(متفق علیہ-2742)

v. دجال چار مسجدوں کے قریب نہیں جا سکے گا:

47۔ جنادہ بن ابی امیہ دوسیؒ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں اور میرا ایک دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کے پاس آئے۔ہم نے کہا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سنا ہے وہ ہمیں بیان کیجئے۔اس کے علاوہ کسی اور سے نہ بیان کیجئے اگرچہ وہ سچا ہی کیوں نہ ہو۔انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے ''میں تمہیں دجال سے ڈراتا ہوں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا)۔کیونکہ جو نبی بھی آیا ہے اس نے دجال سے اپنی امت کو ڈرایا ہے۔اور اے میری امت وہ تم میں ظاہر ہوگا۔۔۔۔وہ (دجال) زمین میں چالیس دن رہے گا اور زمین کے کونے کونے تک جائے گا۔وہ چار مسجدوں کے قریب نہیں جا سکے گا۔مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ اور طور''۔(السلسلۃ الصحیحۃ-2567)

vi. دجال کے بڑے مخالف بنو تمیم ہوں گے:

48۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بنو تمیم کے لوگ دجال کے حق میں میری امت کے سخت ترین لوگ ثابت ہوں گے''(صحیح بخاری-4366)

49۔ حضرت عکرمہ بن خالد راوی ہیں کہ مجھے فلاں صحابی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس ایک آدمی نے بنوتمیم کے بارے میں ناقدانہ تبصرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم بنوتمیم کے بارے میں اچھی باتوں کے سوا کچھ نہ کہا کرو۔ دجال کے مقابلے میں انکے نیزے سب سے بلند ہوں گے۔'' (مسند احمد-12579)

vii. دجال ہر شہر کو روندڈالے گا:

50۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مکہ اور مدینہ کے علاوہ کوئی شہر نہیں مگر دجال اسے روندے گا۔ ان (دوشہروں) کے راستوں میں سے ہر راستے پر فرشتے صف باندھے ہوئے پہرہ دے رہے ہوں گے۔'' (صحیح مسلم 7390)

viii. خروج دجال کے بعد وقت انتہائی تیزی سے گزرے گا:

51۔ حضرت اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال زمین پر چالیس سال رہے گا، سال مہینے کی طرح، مہینہ جمعے (ہفتے کے سات دن جیسا)، جمعہ (یعنی ایک ہفتہ) دن کی طرح اور دن آگ میں تنکے کے جل جانے کی مانند ہوگا۔ (رواہ فی شرح السنہ-5489)

ix. لوگ دجال سے فرار ہو کر پہاڑوں میں پناہ لیں گے:

52۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے اُمّ شریک رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: لوگ دجال سے فرار ہو کر پہاڑوں میں جائیں گے۔ حضرت اُمّ شریکؓ نے کہا کہ اس وقت عرب کہاں ہوں گے (دین کے دفاع میں سینہ سپر ہو جانے والے اور اس کا دفاع کرنے والے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وہ بہت کم ہوں گے''۔ (صحیح مسلم-7393)

x. دجال کے خروج پر تسبیح مومنوں کی خوراک ہوگی:

53۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے دجال کا تذکرہ فرمایا (مفہوم)۔ پھر آپ اپنی کسی ضرورت کی خاطر تشریف لے گئے۔ پھر واپس آ گئے اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ فرمان میں فکر و غم کی کیفیت میں تھے۔ حضرت اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے کی دہلیز پکڑ کر فرمایا ''اسماء کیا حال ہے؟'' میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے دجال کے ذکر سے ہمارے دل نکال کر رکھ دیے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر وہ میری زندگی میں نکل آیا تو میں اس کا مقابلہ کروں گا ورنہ میرا رب ہر مومن پر میرا خلیفہ

ہے''۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم اپنا آٹا گوندھتی ہیں اور روٹی پکا کر ابھی فارغ نہیں ہوتیں کہ پھر بھوک لگ جاتی ہے تو اس روز مؤمنوں کی کیا حالت ہوگی؟۔آپ نے فرمایا ''تسبیح وتقدیس جو آسمان والوں کے لئے کافی ہوتی ہے وہی ان کے لئے کافی ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ نہ روؤ کیونکہ اگر میری موجودگی میں دجال کا ظہور ہوگیا تو میں اس کا مقابلہ کر لوں گا اور اگر میرے بعد ہوا تو ہر مسلمان پر خلیفہ اللہ تعالیٰ خود ہوگا۔'' (مسند احمد،ضعیف-12969)

xi. مومن دجال سے مل کر شبہات کا شکار ہوگا:

54۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو دجال کے متعلق سنے کہ وہ ظاہر ہو چکا ہے تو وہ اس سے دور رہے کیونکہ قسم ہے اللہ کی ایک آدمی اس کے پاس آئے گا تو سمجھے گا کہ وہ مومن ہے اور وہ اس کے تابع ہو جائے گا ان مشتبہ چیزوں کی وجہ سے جن کے ساتھ وہ بھیجا گیا ہوگا''۔ (سنن ابوداؤد-3419)

xii. حق پر قائم گروہ دجال سے لڑے گا:

55۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر لڑے گا جو دشمنی کرنے والوں پر غالب ہوں گے حتیٰ کہ ان کا آخری شخص مسیح دجال سے قتال کرے گا۔ (سنن ابوداؤد-2484)

ix. فتنہ دجال کا اختتام

i. دجال زمین پر چالیس سال قیام کرے گا:

56۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں نبی ﷺ نے فرمایا ''دجال زمین پر چالیس سال رہے گا۔ سال مہینے کی طرح، مہینہ جمعے کی طرح (یعنی سات دن)، جمعہ دن کی طرح اور دن آگ میں تنکے کے جل جانے کی مانند ہوگا (مختصر)''۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

ii. دجال کا ایک شخص کو مارنا اور زندہ کرنا:

57۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''دجال ایک مومن شخص کے بارے میں حکم دے گا کہ اس کو پکڑو اور اس کا سر اور منہ توڑ دو، تو اس کا پیٹ اور اس کی کمر چوڑی کر دی جائے گی (مار مار کر)۔ پھر دجال کہے گا کیا تو مجھ پر ایمان نہیں لاؤ گے؟ تو

وہ کہے گا تم جھوٹے مسیح ہو۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا تو اس کی پیشانی سے اسے آری کے ساتھ چیرا جائے۔ یہاں تک کہ اس کے دونوں پاؤں الگ الگ کر دیے جائیں گے۔ پھر دجال دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا پھر اس سے کہے گا کھڑے ہو جاؤ تو وہ سیدھا کھڑا ہو جائے گا۔ وہ پھر اس سے کہے گا کیا مجھ پر ایمان لاتے ہو؟ وہ کہے گا تمہارے بارے میں میری بصیرت میں اضافے کے سوا اور کچھ نہیں ہوا۔ پھر وہ (آدمی) کہے گا لوگو وہ میرے بعد کسی شخص کے ساتھ ایسے نہیں کرے گا۔ فرمایا کہ دجال اسے ذبح کرنے کے لئے پکڑے گا تو اس کی گردن اور ہنسلی کو تانبا بنا دیا جائے گا لہٰذا وہ اسے قتل نہیں کر سکے گا''۔ (صحیح مسلم-7377)

iii. دجال کا عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہوگا:

58۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ کا دشمن ان کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلے گا جس طرح نمک پانی میں پگھلتا ہے۔ اگر وہ اسے چھوڑ بھی دیں گے تو وہ پگھل کر ہلاک ہو جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ اسے ان (حضرت عیسیٰ) کے ہاتھ سے قتل کرائے گا اور لوگوں کو ان کے ہتھیار پر اس کا خون دکھائے گا۔ (صحیح مسلم 7278)

59۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جو کافر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس کی ہوا پائے گا تو ہلاک ہو جائے گا اور ان کی سانس حد نگاہ تک پہنچے گی۔ وہ دجال کو تلاش کر کے قتل کریں گے۔ (صحیح مسلم-7373)

iv. دجال باب لد کے پاس قتل ہوگا:

60۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام مسیح دجال کو بابِ لد (مقام کا نام) کے پاس قتل کریں گے''۔ (جامع ترمذی-2244)

61۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال مدینے کے ارادے سے مشرق کی طرف سے آئے گا حتیٰ کہ وہ اُحد پہاڑ کے پیچھے قیام کرے گا پھر فرشتے اس کا چہرہ شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہ وہیں ہلاک ہو گا۔ (متفق علیہ-5480)

v. دجال سے لڑنے والا لشکر دوزخ سے نجات پائے گا:

62۔ رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے دو جماعتوں کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے آزاد فرما دیا ہے۔ایک وہ جماعت جو ہندوستان پر حملہ کرے گی اور دوسری وہ جماعت جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ (مل کر دجال کے مقابلے میں صف آرا) ہوگی۔'' (سنن نسائی-3177)

vi. اللہ تعالیٰ پر توکل دجال سے بچائے گا:

63۔ حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' دجال کے سر کے بال پیچھے سے گھونگھریالے ہوں گے۔جس آدمی نے اس سے کہا کہ تو میرا رب ہے وہ فتنے میں مبتلا ہو جائے گا۔لیکن جس نے اس سے کہا کہ تو جھوٹا ہے۔میرا رب تو اللہ تعالیٰ ہے اور میں اسی پر توکل کرتا ہوں تو دجال اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، یا فرمایا کہ اس پر کوئی فتنہ نہیں ہوگا''۔(مسند احمد،ضعیف-13003)

(حصہ پنجم)

فتنۂ دجال کی علامات

(یہ علامات بڑی شدت کے ساتھ دنیا میں ظاہر ہو چکی ہیں)

i. فتنوں کا بارش کی مانند برسنا:

احادیث مبارکہ کے مطابق فتنے بارش کی مانند برسیں گے،جس طرح ہار ٹوٹنے سے تیزی کے ساتھ موتی نیچے گرتے ہیں، فتنے بھی اسی رفتار سے نمودار ہوں گے۔ان فتنوں کی سمجھ ذہین ترین افراد کو بھی نہیں آئے گی اور وہ ان کے سامنے بے بس ولاچار ہو جائیں گے۔آج بے شمار فتنوں نے دنیا کو گھیرا ہوا ہے ان کی شدت میں بھی دن بدن تیزی آتی جا رہی ہے۔پہلے فتنے کی سمجھ نہیں آتی کہ دنیا کسی نئے فتنے کی لپیٹ میں آجاتی ہے۔یہ فتنے اندھیری رات کی طرح تاریک ہیں۔حالات انتہائی تیزی سے بدل رہے ہیں اور سمجھ سے بالاتر ہوتے جا رہے ہیں۔

ii. دنیا کی فانی لذتوں کا غالب آجانا:

دنیا کی فانی لذتیں غالب آچکی ہیں اور ان میں تیزی سے اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ان

لذتوں نے جنت کی ابدی نعمتوں سے دھیان ہٹا دیا ہے۔آج کا انسان اسی دنیا کو جنت بنانے کی فکر میں ہے۔اس طلب وہوس نے قناعت کو ختم کر دیا ہے۔No More کے الفاظ سے انسانیت نا آشنا ہوتی جا رہی ہے۔شکر کے جذبات وکلمات ختم ہوتے جا رہے ہیں۔سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی نے آسائشوں کی انتہا کر دی ہے۔فانی لذتوں کے اس فتنے نے حلال وحرام کی تمیز ختم کر دی ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ پر توکل ختم اور آخرت نگاہوں سے اوجھل ہوتی جا رہی ہے۔

iii. مسلمانوں کا فکری ارتداد کا شکار ہونا:

مسلمانوں کو فکری طور پر ارتداد کا شکار کیا جا رہا ہے۔نام نہاد قسم کے علماء اور دانشور نت نئی دینی تعبیروں اور موشگافیوں سے نوجوان نسل کو نشانہ بنا رہے ہیں۔ایسے لوگوں کی بھرمار ہے اور ان کی عالمی اور حکومتی سطح پر سرپرستی کی جا رہی ہے۔انہیں ٹی وی چینل اور وسائل مہیا کیے جا رہے ہیں۔انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا نے ان کی عوام تک رسائی آسان بنا دی ہے۔دین کے بارے میں شکوک وشبہات کا کھلم کھلا اظہار کر کے لوگوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔نوجوان نسل دین سے پہلے ہی دور ہے اس لیے بڑی تیزی سے گمراہی کا نشانہ بنتی جا رہی ہے۔اس گمراہی کا نتیجہ فکری ارتداد کی صورت میں سامنے آ رہا ہے جس نے دین بیزاری کی کیفیت پیدا کر دی ہے۔

iv. دنیا کی محبت کا اپنے عروج پر پہنچ جانا:

سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی نے دنیا کی چمک دمک میں اضافہ کر کے اسے جنت نظیر بنا دیا ہے۔اس سے دنیا کی محبت بھی بڑھ گئی ہے۔یہ فتنہ چہار سو پھیل چکا ہے۔زندگی کی آسائشیں بڑھتی جا رہی ہیں اور ان کی طلب بھی تھمنے کا نام نہیں لے رہی۔ان آسائشوں کو پورا کرنے کی کوشش میں انسان کولہو کا بیل بن چکا ہے۔قناعت دلوں سے اٹھتی جا رہی ہے۔حُبِ دنیا میں غرق ہونے کی وجہ سے دل سخت اور خون سفید ہو چکا ہے۔دنیا کے پیچھے بھاگتے بھاگتے انسان اپنوں سے دور ہو چکا ہے۔انسانی رشتوں کا تقدس ختم ہوتا جا رہا ہے۔دنیاوی مال ومتاع کی قدر و قیمت انسانیت سے بڑھ چکی ہے۔خود غرضی اپنی انتہاؤں کو چھو رہی ہے۔

v. مادیت پرستی کا غلبہ ہو جانا:

مادی نعمتوں کی ہوس نے انسان کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ساری محنت وکوشش

مادی جسم کی ضروریات پوری کرنے کی ہے۔ ہر طرف مادیت پرستی کا ہی دور دورہ ہے۔ زیادہ سے زیادہ کی طلب نے انسانوں کو دیوانہ بنا دیا ہے۔ یہ ہوس بڑھتی جا رہی ہے۔ اس ہوس نے توکل اور صبر و شکر کی نعمت کو ختم کر دیا ہے۔ اس کے مقابلے میں روح اور اس کے تقاضوں سے غفلت ہے۔ مادیت پرستی اپنے عروج پر اور روحانیت زوال کا شکار ہے۔

vi. شیطان پرستی کی علامات کا عام ہو جانا:

شیطان پرستی کی علامات اور بول عام ہوتے جا رہے ہیں۔ پراسرار علامات اور اشارات جن کا شیطان کے ساتھ خاص تعلق ہے تیزی سے پھیل رہے ہیں۔ یہ علامات میڈیا اور لباسوں پر دیکھی جا سکتی ہیں۔ کھیلوں کے عالمی مقابلوں خاص طور پر امریکن ریسلنگ میں اس کی بھرمار ہے۔ ویڈیو گیمز بھی ان شیطانی تصورات اور اس کے اثرات کو عام کرنے کا بڑا ذریعہ ہیں۔ ان گیمز کے ذریعے بچوں کو شیطانی علامات سے مانوس کیا جا رہا ہے۔ ان کے اثرات بھی یقیناً شیطانی ہی ہیں۔ دوسری طرف شیطان کے باقاعدہ پجاریوں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔ اس فکر کے لوگ اب ہر معاشرے میں عام ہوتے جا رہے ہیں۔

vii. سچ کا ناقابل اعتماد ہو جانا:

ایک باقاعدہ ایجنڈے کے تحت سچ کو ناقابل اعتبار بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ سب سے بڑا سچ علم وحی ہے جس کو مختلف انداز سے غلط ثابت کیا جا رہا ہے۔ اخلاقِ حسنہ مثلاً شرم و حیا، ایفائے عہد، دینی غیرت وغیرہ کو نشانہ بنا کر بدنام کیا جا رہا ہے۔ دینی شعائر کا کھلم کھلا مذاق اڑانا معمول بن چکا ہے۔ اس کے مقابلے میں جھوٹ اور باطل عقائد و نظریات کو بڑی شدت و مہارت سے پھیلایا جا رہا ہے جو ان کے لیے قابل قبول بنتے جا رہے ہیں۔

viii. سود اور جوئے سے معیشت پر قابض ہونا:

دنیا کی معیشت کو سود اور جوئے کی مدد سے اپنے کنٹرول میں لے لیا گیا ہے۔ عالمی مالیاتی اداروں کے ذریعے سے معاشی ظلم کا شکنجہ بری طرح کسا جا چکا ہے۔ دنیا کے بجٹ انہی اداروں کی ہدایت کے مطابق بنتے ہیں۔ یوں بدترین ظلم کا نظام وجود میں آ چکا ہے۔ ظالمانہ ٹیکسوں کی بھرمار ہے اور مہنگائی اپنے عروج پر ہے۔ حرام معیشت کے ذریعے اخلاقیات اور روحانیت کا

جنازہ نکال دیا گیا ہے۔ اجتماعی نظام کے بعد اب افراد کو کنٹرول کرنے کا کام تیزی سے جاری ہے۔

ix. حرام کا عام ہوجانا:

حرام خوراک اور پوشاک عام ہوتی جارہی ہے اس کے مقابلے میں حلال کی طلب میں کمی واقع ہورہی ہے۔ حلال کے عنوان سے بھی اشیاء میں حرام اجزاء کی ملاوٹ بھی جاری ہے۔ دھوکے دہی کا یہ کام عالمی پیمانے پر کیا جارہا ہے۔ حرام اجزاء پر مبنی خوراک سے لوگ ایمانی طور پر کمزور ہورہے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ دینی تقاضوں سے غفلت بڑھتی جارہی ہے اور دین کی طرف آنا مشکل ہوتا جارہا ہے۔ حرام خوراک جسمانی طور پر بھی مختلف بیماریوں کا شکار کرتی جارہی ہے جس سے ملٹی نیشنل دواساز کمپنیوں نے اپنا شکنجہ مزید سخت کر دیا ہے۔ روزمرہ استعمال کی اشیاء سے لے کر ادویات تک میں ملاوٹ ہے۔ منشیات کا کام تو اس پیمانے پر جاری ہے کہ بڑی بڑی حکومتیں بھی ان کے آگے بے بس ہیں۔ مزید برآں رزق حلال سے بے پرواہی اور حرام خوری کی عادت بڑھتی چلی جارہی ہے جس نے دین و دنیا کو تباہی کے دھانے پر لا کر کھڑا کر دیا ہے۔

x. حق و باطل کی کشمکش کا عروج پر ہونا:

حق و باطل کی کشمکش اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے اور خیر و شر کی یہ لڑائی فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہو چکی ہے۔ باطل اپنی تمام تر قوت کے ساتھ میدان میں آ چکا ہے۔ بے پناہ قوت و وسائل کا استعمال حق کو مغلوب کرنے اور شر کو پھیلانے کے لیے ہورہا ہے۔ اس کشمکش نے زندگی کے تمام شعبوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ بظاہر باطل غالب اور حق مغلوب ہے۔

xi. اباحیت وشہوت پرستی کا عام ہونا:

انسانیت کو شرم و حیا سے محروم کرنے کے لئے تمام وسائل استعمال کیے جارہے ہیں۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے اباحیت وشہوت پرستی عام کی جارہی ہے۔ شرم و حیا اور پردہ کو نشانہ بنا کر قابل نفرت شے بنایا جارہا ہے۔ بے حیائی کو پوری قوت سے پھیلا کر انسان کو حیوان کی سطح پر لایا جا چکا ہے۔ مغربی معاشروں کی تباہی کے بعد اب مشرقی معاشرے بھی نشانہ بن چکے ہیں۔ اس عالمی ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لیے حکومتیں بھی ان قوتوں سے تعاون کررہی ہیں۔ این جی اوز اس ایجنڈے کا اہم حصہ ہیں جنہیں بھرپور عالمی تعاون اور مقامی حکومتوں کی سرپرستی

حاصل ہے۔ یہ ایجنڈا تیزی اور مستقل مزاجی سے آگے بڑھ رہا ہے کہ حکومتوں کی تبدیلی بھی اس پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ ہر نئی آنے والی حکومت اس ایجنڈے پر عمل کرنا اپنا فریضہ سمجھتی ہے۔

xii. ابلیسیّت و جادوگری کا پھیل جانا:

تمام الہامی مذاہب میں جادوگری حرام ہے۔ اب اسے ایک معزز فن بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ جادوگری کی ایک باقاعدہ فن کے طور پر ترویج کی جارہی ہے۔ ایک طرف لوگوں کو اس حرام کام کا عادی بنایا جارہا ہے اور دوسری طرف اس شیطانی کھیل کے ذریعے مکروہ دھندے بھی جاری ہیں جو افراد سے لے کر حکمرانوں کو اپنی لپیٹ میں لے کر ان سے اپنی مرضی کے کام کرواتے ہیں۔ بعض جگہوں پر مذہبی عنوان سے جادوگری اور شعبدہ بازیوں کا کام جاری ہے جس کی دین سے دوری کے باعث بڑی پذیرائی ہو رہی ہے۔ گویا کہ ابلیسیت اس وقت کھل کر کھیل رہی ہے اور اسے اپنے راستے میں کوئی رکاوٹ محسوس نہیں ہو رہی۔

xiii. مسلمانوں کا تاریکیوں سے روشنی کی بھیک مانگنا:

مسلمان اللہ تعالیٰ کی آخری وحی کے امین ہیں۔ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کا آخری کلام قرآن مجید کی شکل میں موجود ہے۔ دین اسلام کی شکل میں عدل و انصاف پر مبنی بہترین نظام موجود ہے جو قیامت تک کے لئے قابل عمل ہے۔ بد قسمتی سے مسلمان اپنے دین سے اتنے دور نکل چکے ہیں کہ انفرادی و اجتماعی زندگیوں میں یہ ناپید ہو چکا ہے۔ اسلام کے نظام سے دور ہونے کا نتیجہ ہے کہ مغربی سیکولر نظام کو اپنایا جارہا ہے جو کہ سراسر شیطانی نظام ہے۔ آج مسلم اور غیر مسلم ممالک دونوں کا نظام سیکولر ہے۔ گویا ابلیسی نظام کی ہر طرف پیروی ہو رہی ہے۔

xiv. پوری دنیا میں مسلمانوں کا اولین نشانہ بننا:

اسلام امن و سلامتی کا دین ہے لیکن مسلمانوں کو ایک دہشت گرد قوم بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ دین اسلام کو دہشت گردی کے ساتھ جوڑ کر مسلمانوں کے لئے دنیا کو تنگ کر دیا گیا ہے۔ کفر کا سب سے بڑا نشانہ مسلمان ہیں جن کو بے دردی سے کچلا جا رہا ہے۔ ان کی جان و مال اور عزت و آبرو غیر محفوظ ہو چکی ہیں۔ شعائر اسلام پر پوری دنیا میں پابندی لگائی جارہی ہے۔ عالم کفر باہم متحد ہے تو دوسری طرف مسلمان انتشار کا شکار ہیں۔ کوئی قابل اعتماد اور بہادر قیادت دستیاب نہیں

ہے جس کی وجہ سے مسلمان کفر کے لئے آسان نوالہ ہیں اور مظلومیت کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔

xv. عورتوں کا منہ زور ہونا:

عورتوں کا اصل ٹھکانہ گھر ہے لیکن وہ منہ زور ہو چکی ہیں۔ احادیث میں اسے قربِ قیامت کا فتنہ کہا گیا ہے۔ عورتوں کا منہ زور ہونا گھر اور معاشرے کی تباہی کی نشانی ہے۔ این جی اوز اور دین بیزار خواتین غیر ملکی اشاروں اور فنڈز پر گھریلو خواتین کو بہکانے پر تلی ہوئی ہیں۔ مختلف پرکشش عنوانات کے تحت انہیں گھر سے باہر نکالنے کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔ گھر سے بھاگنے والی خواتین کو مظلوم بنا کر پیش کیا جارہا ہے۔ باپ، خاوند، بیٹے اور بھائی کی صورت میں روک ٹوک کو جرم بنایا جارہا ہے۔ پارلیمنٹ میں اس حوالے سے قانون سازی کی جارہی ہے۔ دنیا کی حکومتیں اس ایجنڈے پر منظّم طریقے سے عمل کروارہی ہیں۔

xvi. دین کا کمزور اور مغلوب ہونا:

دین اسلام پر پوری دنیا میں غربت، مسکنت اور بے چارگی چھائی ہوئی ہے۔ اس دین کے ماننے والے پوری دنیا کے غیظ وغضب کا نشانہ ہیں۔ دین اسلام قانون اور نظام کی شکل میں پوری دنیا میں کہیں بھی نہیں ہے۔ مسلمان ہر میدان میں کفر سے مغلوب ہیں۔ دین کو مسجد ومنبر تک محدود کر دیا گیا ہے۔ اجتماعی معاملات کو دین کے دائرے سے باہر نکال کر سیکولر لوگوں کے ہاتھوں میں دے دیا گیا ہے جو باطل ہی کے پروردہ ہیں۔ دین کے غلبے کا تصور ہی ناپید ہو چکا ہے۔ مذہبی طبقہ بھی محدود سوچ کا حامل ہے جن کو دین کے غلبے کا تصور ہی نہیں ہے، الا ماشاءاللہ۔

xvii. مکروفریب کا چھا جانا:

علم وحی جو کہ حقیقی علم ہے وہ غیر اہم اور غیر یقینی بنتا جا رہا ہے۔ اس کی جگہ انسانی مشاہدات پر مبنی قوانین نے لے لی ہے۔ حقیقی علم سے دوری کی وجہ سے مکروفریب کا غلبہ ہے۔ دینی و دنیاوی حقائق کو تبدیل کر کے پیش کیا جا رہا ہے۔ اہم موضوعات کو غیر اہم، جب کہ غیر اہم موضوعات کو اہم بنایا جا رہا ہے۔ جھوٹ کے گہرے پردوں نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ حقائق دور گہرائیوں میں دفن ہو چکے ہیں۔ بعض نظر آنے والے حقائق سو فیصد جھوٹ ہوتے ہیں۔ حکومتیں بھی مکروفریب سے چل رہی ہیں۔ (باقی برصفحہ 23)

پاکستان میں دہشت گردی کی نئی لہر
اپنے دشمن کو پہچانیں!

ابوفیصل محمد منظور انور

دہشت گردی کے نام پر لڑی گئی دو عشروں کی تباہ کن جنگ کے زخم ابھی تک مندمل نہیں ہوئے ہیں جس میں پاکستان نے لاکھوں جانیں قربان کیں اور اربوں کھربوں کا معاشی نقصان اٹھایا جس کا تا حال مداوہ ممکن نہ ہوسکا کہ ایک نئی جنگ شروع ہونے کے آثار نظر آرہے ہیں، بظاہر دوستی کی آڑ میں پاکستان پر ایک بار پھر سے دہشت گردی کے نام کی نئی جنگ مسلط کی جارہی ہے۔ بدقسمتی سے اس کے آلہ کار بننے والوں نے ماضی قریب کی تاریخ سے بھی کچھ نہیں سیکھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ امریکہ جس کے ساتھ دوستی کا دم بھرتا ہے اسی کو تباہ و برباد کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہونے دیتا ہے۔ جنگِ عظیم کے دوران اور بعد میں اس کے اپنے اتحادیوں کے ساتھ ناروا سلوک کے واقعات زیادہ دور نہیں۔ درجن بھر اس کے اتحادی ممالک ابھی تک اس کی دوستی و حمایت کی سزا بھگت رہے ہیں۔ اس نے ہمیشہ دوست بن کر اپنے حلیفوں کو برباد کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ 1971ء میں پاکستان کے ساتھ اس کی بیوفائی کو قوم ابھی تک نہیں بھولی ہے۔ یہ دوست نما دشمن ہمیشہ اپنے مفادات حاصل کرتا ہے اور عالمی سطح پر اس کی اسلام دشمنی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ نہ جانے ہمارے مقتدر طبقات اس کے دوغلا پن سے سبق حاصل کیوں نہیں کرتے؟ اور ہر بار اس کی سازشوں کا حصہ بن کر وطن عزیز کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ سالوں بعد بڑی مشکل سے ملک میں سیاسی اور معاشی صورت حال میں بہتری کے کچھ آثار پیدا ہوئے تھے اور ملک میں ترقی کے کچھ آثار نمایاں ہوگئے تھے مگر امریکہ نے یوکرائن، روس جنگ کی صورت حال

کے پیش نظر خطے میں اپنی بالادستی اور مفادات کی نگرانی کے لیے گہری چال چل کر پاکستانی اسٹیبلشمنٹ کے ذریعے ایک عوامی حکومت کو چلتا کیا اور رجیم چینج کر کے کرپشن میں لتھڑے امریکی مفادات کے نگہبان و تابع فرمان من مرضی کے ایسے حکمران مسلط کیے گئے جو امریکی اشاروں پر ناچ رہے ہیں جو قومی مسائل حل کرنے کی صلاحیت سے یکسر محروم ہیں اور فقط اپنے خلاف کرپشن کے کیس ختم کروا رہے ہیں۔ بدقسمتی سے پاکستان میں سیاسی رسہ کشی کے باعث اور معاشی مسائل بھی سنگین ترین شکل اختیار کر چکے ہیں۔ صوبہ پنجاب اور بلوچستان میں ہارس ٹریڈنگ کر کے دو بار حکومتیں تبدیل کی جا چکی ہیں۔ جو ہماری منتخب اراکین اسمبلیوں کے کردار کے اخلاقی دیوالیہ پن کی گھٹیا ترین مثالیں ہیں۔ اسمبلیوں میں مچھلی منڈیوں جیسا ماحول ہے جہاں سنجیدگی سے ملکی تعمیر و ترقی کے منصوبوں کی بجائے ذاتی مفادات پر بحث و تمحیص ہوتی ہے اور منتخب اراکین ایک دوسرے سے الجھتے اور دوسروں کو نیچا دکھانے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ بیرونی طاقتوں سے نبرد آزما ہونے سے پہلے ہمیں پہلے اپنا گھر ٹھیک کرنے کی اشد ضرورت ہے مادر پدر آزاد میڈیا بے مہار ہو چکا ہے اور جھوٹ بول بول کر عوام کو گمراہ کر رہا ہے جس سے عوام نفسیاتی مریض بن رہے ہیں۔ گزشتہ آٹھ نو ماہ سے سیاسی انتشار و خلفشار کی صورت حال انتہائی حد تک سنگین ہو چکی ہے۔ الزامات کی سیاست اور سیاسی انارکی کی فضا ہے جس نے ملک کو معاشی اور سیاسی طور پر تباہی کی دلدل میں دھکیل دیا ہے۔ فی الحال بہتری کے کوئی آثار نہیں بلکہ تباہ شدہ معیشت کے باعث ملک دیوالیہ ہونے کی خبریں گردش میں ہیں۔ دوسری طرف ملکی حالات ایک بار پھر جنرل مشرف دور کی امریکی جنگ اور ملک میں بدامنی کی طرف جاتے نظر آ رہے ہیں۔ دو عشروں پر محیط ایک طویل جنگ کے بعد بالآخر 15 اگست 2021ء کو عالمی سپر پاور امریکہ اور اس کی اتحادی نیٹو فورسز کو افغانستان سے ذلت آمیز شکست کے بعد میدان جنگ افغانستان کو چھوڑنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت سے بے سروسامانی کے عالم میں جذبہ جہاد اور شہادت سے سرشار نہتے اور بے خانماں افغانیوں سے شکست کے بعد دنیا کے جدید ترین ہتھیاروں سے لیس امریکی اتحادی کثیر الملکی فوج کو جس طریقے سے ذلت اور رسوائی کے ساتھ وہاں سے نکلنا پڑا اس کی نظیر ماضی قریب کی تاریخ میں بہت کم ملتی ہے۔ افغان طالبان کی جہادی تحریک کی قابل رشک جدوجہد اور اس عظیم ترین

کامیابی سے دنیا کی محکوم ومظلوم اقوام کے جذبہ حریت کوجلاملی اور عالم اسلام کوکفریہ طاقتوں کے خلاف سینہ سپر اور ڈٹ جانے کا حوصلہ دوچند ہوا۔بے شک 15 اگست 2021ء کادن امریکہ کیلئے سیاہ رات اور ایک ڈراؤنے خواب کے مترادف ہے جہاں وہ دوعشروں تک اربوں ڈالرز جنگ میں جھونکنے کے باوجود بری طرح ناکام رہا اور اربوں کا جدید ترین اسلحہ بم، راکٹ، توپیں اور طیارے وغیرہ اور دیگر انفراسٹرکچر چھوڑنے پر مجبور ہوا۔چشم فلک نے یہ بھی دیکھا کہ اس کی دوعشروں کی تمام تر سازشیں، چالاکیاں اور کرائے کے فوجی کام نہ آئے بلکہ اس کے تربیت یافتہ پالتو اعلیٰ حکومتی عہدیدار اور جرنیل بھی ملک سے فرار ہو گئے تھے۔ 15 اگست کو کابل کے ہوائی اڈے سے سراسیمگی کے عالم میں امریکن فوجیوں کے انخلاء کے مناظر پوری دنیا نے دیکھے۔ظاہر ہے کہ عالمی سطح پر اس عبرت ناک شکست کوامریکی ناکامی اور کمزوری سے محمول کیا گیا کیونکہ دنیا پر نیو ولڈر آرڈر کے نام سے حکومت کرنے کا امریکی خواب چکنا چور ہو گیا تھا۔امریکہ اس شکست کو ٹھنڈے پیٹوں کیسے برداشت کرسکتا تھا۔اس نے اسی وقت سے منصوبہ بندی کرتے ہوئے خفیہ اور علانیہ طور پر سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے ذریعے اس شکست کا بدلہ لینے کی پلاننگ جاری رکھی جس کا اب باقاعدہ آغاز کر دیا گیا ہے۔جنوری 2022ء میں امریکی تھنک ٹینک نے کہہ دیا تھا کہ اب داعش اور ٹی ٹی پی مضبوط ہوں گے اور پاکستان پر مزید حملے ہوں گے۔کچھ عرصہ پہلے کابل کے ایک ہوٹل میں چینی باشندوں پر حملہ ہوا جس میں تین کی ہلاکتیں ہوئیں اور 21 زخمی ہوئے۔ افغانستان میں مقیم القاعدہ لیڈر ایمن الظواہری پر ڈرون حملے کے واقعہ پر طالبان کو پاکستان سے کوئی تسلی بخش جواب نہ ملنے پر افغان حکومت کا احتجاج سامنے آیا۔اس طرح کے اور واقعات سے طالبان حکومت کے ساتھ ہمارے تعلقات کے بگاڑ کے اشارے ملتے ہیں۔ پاکستان میں 2022ء میں ہی دہشت گردی کی کارروائیاں شروع کردی گئیں اور اطلاعات کے مطابق صرف پاکستان کے صوبہ پختون خواہ میں پولیس فورسز پر دہشت گردی کے 219 حملے کیے گئے۔اس کے ساتھ دیگر لاءانفوسمنٹ ایجنسیوں پر ساڑھے سات سو کے لگ بھگ حملے کئے گئے۔ان حملوں میں جدید ترین ہتھیار بم اور راکٹ استعمال کیے گئے ہیں جس سے 116 پولیس والوں سمیت دیگر فورسز کے 200 کے قریب جوان شہید ہو چکے ہیں۔لکی مروت، میران شاہ اور خاص طور پر بنوں

میں سی ٹی ڈی تفتیشی سنٹر پر ہائی ویلیو دہشت گردوں کی موجودگی اور کارروائی جس میں وہ سارے مارے گئے۔

گزشتہ ایک سال میں پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے۔ پاکستان میں دہشت گردی کی کئی وجوہات ہیں، جن میں سے ایک یہ بات کہ ماضی میں پاکستان دہشت گردی کی جنگ میں امریکہ کا اتحادی بنا تو لوگ ناراض تھے۔ پھر مشرف دور میں لال مسجد کا واقعہ اور ڈولہ ڈومہ کا سانحہ ہوا جس پر شدید ردعمل ہوا اور ٹی ٹی پی کی شکل میں ایک نیا انتہا پسند گروہ سامنے آیا تھا۔ جبکہ ان کے ساتھ امریکی اور انڈین سرپرستی میں کچھ اور لوگ شامل کیے گئے جن کے ساتھ ہی کئی جرائم پیشہ سمگلر وغیرہ بھی دہشت گردی کی کارروائیوں میں شامل ہو گئے تھے جس سے ملک میں دہشت گردی کے واقعات میں اضافہ ہونے لگا تھا تاہم جب فوجی آپریشن کیے گئے تو معاملات کافی حد تک درست ہونے لگے اور دہشت گردی کے واقعات میں کمی آ گئی۔ مگر گزشتہ سات آٹھ ماہ سے ایک بار پھر سے حالات خراب ہونے لگے ہیں۔ ان حالات میں مقتدر حلقوں کے مطابق اینٹی طالبان موقف رکھنے والے انڈیا کی زبان بولنے والے پی ٹی ایم کے منظور پشتین وغیرہ کا بلوچستان میں جا کر تقریر کرنا اسی روز اس علاقے میں دو دھماکے ہوئے ہیں۔ ان انڈین آلہ کار عناصر کی تقاریر جلتی پر تیل ڈالنے کے مترادف ہیں جبکہ بلوچستان میں علیحدگی پسند تنظیم کی بھارتی مدد سے دہشت گردی کی کارروائیاں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ افغانستان سے امریکی انخلاء کے بعد کے چار پانچ ماہ بعد تک تو پاکستان بھی افغان طالبان کی تعریفیں کرتا رہا اس دوران OIC کا اجلاس بھی منعقد کیا گیا اور اس میں چین کو بطور خاص مدعو کیا گیا، لگتا تھا کہ افغانستان میں امن قائم ہو جائے گا اور پاکستان کے ساتھ تعلقات بھی بہتر ہو جائیں گے مگر امریکہ کبھی یہ نہیں چاہتا کہ اس خطے میں امن قائم ہو اور ترقی ہو جائے کیونکہ اس کا ورلڈ آرڈر کا خواب ادھورا رہ جائے گا اور چین اور روس کی قربت اور ترقی کے اہداف امریکی عزائم میں رکاوٹ کا باعث ہیں اور علاقے میں امن قائم ہونے سے امریکی مفادات کو زک پہنچ سکتی ہے۔ تاہم امریکہ کو گزشتہ کچھ عرصہ سے پاکستان میں کھلی مداخلت کی اجازت دے کر وطن عزیز کو ایک بار پھر دہشت گردی کی جنگ میں دھکیل دیا گیا ہے۔ پہلے سوات اور پھر بلوچستان میں چمن میں فورسز پر حملے کیے گئے۔

اب یہ سلسلہ دیگر علاقوں تک پھیل چکا ہے حالانکہ 15 اگست 2021ء میں افغانستان سے امریکی انخلاء سے قبل سابق آرمی چیف جنرل راحیل شریف کے دور میں اعلان کیا گیا تھا کہ اب دہشت گردی کی جنگ ختم ہو چکی ہے اور ہم یہ جنگ جیت چکے ہیں۔ اس کے بعد والے آپریشنز کو ہم Combing آپریشن کہتے ہیں۔ ردالفساد آپریشن تھا جو باقیات رہ گئی تھیں انھیں ہم نے ختم کرنا ہے مگر اب ایک نئی جنگ شروع ہو چکی ہے کیونکہ امریکہ ایک بار پھر پاکستان میں من مرضی کی کٹھ پتلی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ دو ماہ قبل امریکی سینٹ کام کے چیف مائیکل کوریلا کا پاکستان آنا عسکری حکام سے ملاقاتیں اور مل کر دہشت گردی کی جنگ لڑنے کی باتیں کرنا۔ اس کو پشاور اور طورخم بارڈر پر بھی لے جایا گیا۔ امریکی سینٹ چیف کا یہ بیان کہ اب دہشت گردی کی جنگ ایک بار پھر وہ پاکستان کے ساتھ مل کر لڑیں گے۔ کسی گہری سازش اور منصوبہ بندی کا حصہ لگتا ہے۔ سینٹ چیف کے الفاظ:

> We are concerned by the threat posed by TTP to Pakistan's stability. During my visit to GHQ we discussed oppurtunties to address this threat.

بڑی واضح امریکی خواہش کہ 9/11 کے بعد کی صورت حال کے مطابق پاکستان ایک بار پھر یہ امریکی جنگ باہم مل کر لڑیں اور پھر ساتھ ہی یکے بعد دیگرے دہشت گردی کے واقعات کا رونما ہونا کسی بڑے خطرناک منصوبے کا حصہ لگتا ہے۔ موجودہ پاکستانی حکومت کی طرف سے امریکہ سے ماضی کی طرح سابقہ خطوط پر دوبارہ تعلقات استوار کرنے سے طالبان ناراض نظر آتے ہیں وہ افغانیوں پر گزشتہ دو عشروں کے امریکی مظالم کو کبھی نہیں بھول سکتے اور افغانیوں کی اکثریت یہ سمجھتی ہے کہ ان کی بربادی میں امریکہ کے ساتھ پاکستان کی حکومتیں بھی برابر کی ذمہ دار ہیں جنھوں نے امریکہ کو لاجسٹک سپورٹ کے نام سے ہر طرح کی امداد دی اور اس طرح امریکہ نے ان کے ملک کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ امریکہ اور مغرب طے شدہ منصوبے کے تحت ایک بار پھر خطے میں دہشت گردی کے خلاف نئی جنگ مسلط کر کے بدامنی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ تاہم پاکستان اور افغانستان کو اس کا ایندھن بننے سے بچنا ہوگا۔ کیونکہ امریکہ اپنی داخلی معاشی صورت حال کی بدحالی کو بہتر بنانے اور اپنا اسلحہ فروخت کرنے کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے۔ امریکی سی آئی

اے اور دیگر ایجنسیاں کبھی بھی اس خطے خصوصاً پاکستان میں سیاسی ومعاشی استحکام پیدا ہونے نہیں دیں گی تاکہ پاکستان ہمیشہ ان کا دست نگر اور تابع فرمان بن کر رہے۔ بدقسمتی سے اسے اس خطے کے عوام کی غالب اکثریت کی شدید مخالفت کے باوجود ایسے سہولت کار ملتے رہے ہیں جو ملکی مفادات کی بجائے امریکی مفادات کے لیے کام کرتے ہیں۔ پاکستان اور افغانستان کے دو ایشوز کامن ہیں کہ دونوں ممالک سیاسی استحکام حاصل نہیں کر سکے۔ جب تک دونوں برادر ملک اپنے داخلی مسائل حل نہیں کرتے ان کے معامالات بھی درست سمت اختیار نہیں کر سکتے۔ پاکستان کے سیاسی عناصر و دیگر مقتدر طبقات کی ہوس زر اور ہوس اقتدار کے باعث ملکی سلامیت کو بھی خطرات درپیش ہیں۔ عالمی سطح پر مستقبل کی نئ صف بندیاں ہو رہی ہیں پاکستان، افغانستان، چین اور روس کا بلاک بننے جارہا ہے عرب ممالک میں سے سعودی عرب بھی اس میں شامل ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ان کے مفادات قدرتی طور پر اکٹھے ہو رہے ہیں۔ یہ بلاک بنتا ہے تو یہ خطہ ایک گلیکسی آف سپر پاور بنے گا۔ مغرب، امریکہ اور بھارت افغانستان میں داعش اور ٹی ٹی پی کو اتنا مضبوط کرنا چاہتے ہیں کہ یہ دہشت گرد تنظیمیں روس کے قریب سنٹرل ایشیا ریاستوں پر بھی حملہ کرسکیں اور ان علاقوں میں قیام امن اور ترقی کی راہ میں رکاوٹیں ڈالیں۔ ان حالات میں دونوں مسلم ممالک پاکستان اور افغانستان کو اپنے حقیقی دشمنوں کو پہچانتے ہوئے آپس کے اختلافات ختم کر کے اچھے ہمسائیوں کی طرح اور پر امن بقائے باہمی کے اصولوں کے تحت رہنے کو ترجیح دینے کی ضرورت ہے۔ پاکستان کو خطے اور مستقبل کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی خارجہ پالیسی میں جارحانہ ڈپلومیسی کے ذریعے تبدیل کرنی چاہئے۔ اپنی خارجہ پالیسی میں امریکہ کو ناراض کیے بغیر اس کا کردار کم کر کے اس کے اشاروں پر چلنے کی روش ختم کرنے کی ضرورت ہے اور ہمسایہ ممالک چین روس کے ساتھ تعلقات کو مزید مضبوط بنانا ہوگا کیونکہ پاک افغان تعلقات بہتر بننے سے مسلم بلاک بننے کی راہ ہموار ہوگی وگرنہ امریکہ اور اس کے اتحادی تو ہمیں صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے سرگرم عمل ہیں۔

؎ یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے
ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسمان کیوں ہو؟

یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ (ﷺ) است

عبد اللہ ابراھیم

1 پاکستان میں غیر یقینی سیاسی صورتحال کا تسلسل

پاکستان میں غیر یقینی سیاسی صورتحال کا تسلسل جاری ہے اور حیران کن طور پر چودھری پرویز الٰہی اور تحریک انصاف کی پنجاب حکومت نے اعتماد کا ووٹ حاصل کر کے اسمبلی کو توڑ دیا اور پھر کے پی کے کی صوبائی اسمبلی کو بھی توڑ دیا گیا ہے۔ اب ان دو صوبوں میں انتخابات ہوں گے۔ کے پی کے میں تو نگران وزیر پر اتفاق ہو گیا ہے مگر پنجاب میں اس پر اپوزیشن اور حکومت میں اتفاق نہیں ہو سکا اور نگران وزیر اعلیٰ کا تقرر الیکشن کمیشن کو کرنا پڑا۔ ادھر تحریک انصاف نے قومی اسمبلی میں دوبارہ آ کر اپوزیشن لیڈر کا منصب حاصل کرنے کا سوچا تا کہ نگران وزیر اعظم کی تقرری میں ان کی رائے شامل ہو تو اسپیکر نے ان کے 70 ارکان کا استعفاء منظور کر کے ان کے ارادے کو بے اثر کر دیا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ نیوٹرل ہونے کا غیر تصدیق شدہ راگ الاپتے الاپتے صورتحال اب اسٹیبلشمنٹ کے بس میں بھی نہیں رہی اور دھا چوکڑی برپا ہے یا پھر اسٹیبلشمنٹ بھی تقسیم شدہ ہے۔

2 پاکستان کی کمزور پڑتی معاشی صورتحال

سیاسی غیر یقینی کی وجہ سے معاشی صورتحال بھی خراب تر ہو رہی ہے اور زر مبادلہ کی کمی کی وجہ سے درآمدات انتہائی مسائل کا شکار ہیں۔ مسلم لیگ ن کی حکومت کے اسحاق ڈار صاحب پہلے آئی ایم ایف کے معاملات کو ہلکا لیتے رہے اور پھر دوست ممالک سے امیدیں لگاتے رہے مگر اب

سعودیہ سے بھی امیدیں ٹوٹ گئیں ہیں اور آئی ایم ایف کی شرائط ماننے اور نئے ٹیکس لگانے کے علاوہ کوئی چارہ نظر نہیں آ رہا۔ جو کہ ملک اور مسلم لیگ ن دونوں کے لئے باعث شرمندگی ہے۔ کیونکہ اب زرمبادلہ کے ذخائر اس قدر کم ہو گئے ہیں کہ دنوں میں فیصلہ کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ پاکستان زرمبادلہ کو بچانے کے لئے روس سے تیل خریدنے کی کوشش کر رہا ہے مگر اس کے نتائج کئی مہینوں بعد ظاہر ہوں گے اور پاکستان کے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔

3 کراچی کے بلدیاتی انتخابات میں جماعت اسلامی کی نمایاں کامیابی

15 جنوری کو کراچی اور سندھ کے کچھ دوسرے علاقوں میں بلدیاتی انتخابات ہوئے۔ لوگوں کی نظریں پاکستان کے سب سے بڑے اور سب سے اہم شہر کراچی پر تھیں۔ الطاف حسین جو کہ ایم کیو ایم لندن کے قائد ہیں کی جماعت تو ان انتخابات میں حصہ ہی نہیں لے رہی تھی۔ آخری دنوں میں ایم کیو ایم پاکستان نے بھی بائیکاٹ کر دیا۔ جس کی وجہ سے پولنگ کی شرح کم رہی۔ تاہم نتائج کچھ غیر متوقع سے رہے اور جماعت اسلامی نے کافی بہتر نتائج دیے۔ مجموعی طور پر 235 یونین کونسلوں کے انتخابات میں ابتدائی طور پر پی پی 93 نشستیں لے کر آ گے ہے۔ جماعت اسلامی کی 87 اور پی ٹی آئی کی 40 نشستیں ہیں۔ ابھی دوبارہ گنتی کی وجہ سے حتمی نتائج میں کچھ تبدیلی ہو سکتی ہے مگر کوئی بھی جماعت خود حکومت نہیں بنا سکتی۔ بلدیاتی انتخابات ملکی اور بین الاقوامی امور کی بجائے شہر کے مسائل پر لڑے جاتے ہیں اب یہ معاملہ اہم ہو گا کہ جماعت اسلامی کس سے اتحاد کر کے حکومت بناتی ہے کیونکہ پی پی اور تحریک انصاف کا اتحاد بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے۔

4 چین کی آبادی میں 40 سال کے بعد سالانہ کمی کا معاملہ

18 جنوری کو بین الاقوامی خبر رساں اداروں نے شائع کی کہ 60 سال میں پہلی مرتبہ چین کی آبادی ایک سال میں بڑھنے کی بجائے ساڑھے آٹھ لاکھ سے کم ہو گئی ہے اور اب اس کی آبادی ایک ارب 41 کروڑ ہے۔ چین دنیا کا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا ملک ہے اور ماضی میں اس نے آبادی کو کنٹرول کرنے کے لئے سخت اقدامات کیے ہیں جن میں شہری آبادی میں ایک بچہ فی خاندان کی پابندی تک شامل ہے۔ وقتی طور پر ان قوانین سے فائدہ ہوا مگر طویل مدت میں اس طرح کی پابندیوں اور انسانی زندگی کو مشینی سا کر دینے کے نقصانات سامنے آ گئے

ہیں۔اب لوگ حکومتی حوصلہ افزائی کے باوجود اولاد نہیں چاہ رہے اور اب کم رسیدہ آبادی چین اور دوسرے ترقی یافتہ ممالک کا بڑا مسئلہ ہے اور تارکین وطن کو بلانا ان کی مجبوری ہے۔دنیا میں ایلن مسک جیسے لوگ زیادہ آبادی کے حمایتی ہیں اور اب کہا جاتا ہے کہ مستقبل میں ترقی وہیں زیادہ ہوگی جہاں بچے ہیں۔تاہم پاکستان اپنی اس آبادی کے اثاثے سے صحیح طور پر فائدہ اٹھانے سے قاصر ہے اور یہاں ابھی تک آبادی کو کم کرنے کا ردشدہ نظریہ ہی چل رہا ہے۔اسی طرح یہ بات بھی کی جارہی ہے کہ اب انڈیا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا ملک بن گیا ہے تاہم ابھی اس بات کی مکمل تصدیق نہیں ہوئی ہے۔

5 روس اور یوکرائن کی لڑائی

روس اور یوکرائن کی لڑائی کو سال مکمل ہونے کو ہے مگر روس مطلوبہ نتائج حاصل کرنے میں ناکام رہا ہے۔توانائی کی قیمتیں اپنے پرانے وقت پر واپس آگئی ہیں اور روس کے مالی معاملات مشکل ہو رہے ہیں۔ادھر یورپ اور امریکہ کھل کر یوکرائن کی مدد کر رہے ہیں اور اب ٹینک فراہم کیے جارہے ہیں۔روس روایتی طور پر اور میزائلوں کے ذریعے حملوں کو جاری رکھے ہوئے ہے۔تاہم وہ مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کرسکا اور پیش قدمی کو گھیر لیا گیا ہے۔

6 مصنوعی ذہانت پر مبنی بات چیت کا پروگرام ChatGPT

انسانی ترقی کی رفتار بہت تیز ہوگئی ہے۔کمپیوٹر،انٹرنیٹ،سمارٹ فون کے بعد اب مصنوعی ذہانت اور مثالی (تخیلاتی) دنیا پر کام جاری ہے۔حال ہی میں مصنوعی ذہانت پر مبنی ایک بات چیت کے پروگرام چیٹ جی پی ٹی کا ابتدائی عملی خاکہ سامنے آیا ہے جو کہ گرامر کے مطابق بات چیت اور بہت سے موضوعات پر جواب دینے کی صلاحیت رکھتا ہے اس سے پہلے گوگل بنیادی طور پر تلاش کر کے معلومات کو بس اکٹھا کر کے دکھاتا تھا مگر یہ پروگرام مدلل بات اور احکامات کے مطابق جواب دیتا ہے جو کہ ایک اگلا قدم ہے۔مشین کو سکھانا ایک انتہائی پیچیدہ کام ہے مگر یہ کامیاب دکھائی دیتا ہے۔اگرچہ ابھی یہ تجرباتی مرحلے میں ہے اور اس کی کئی حدود ہیں تاہم یہ ایک بڑا قدم ہے۔مائیکروسافٹ جو کہ سمارٹ فون کے معاملے میں گوگل سے پیچھے رہ گیا تھا اس معاملے میں آگے بڑھ کر سبقت حاصل کرنا چاہتا ہے اور اس

نئے میدان میں بھی اب دوڑ سخت تر ہو جائے گی۔

7 افغانستان کی تازہ صورتحال

12 جنوری 2023ء کو روسی صدر کے خصوصی نمائندے نے افغان وزیر خارجہ امیر متقی سے کابل میں ملاقات کی۔ انہوں نے کہا کہ روس افغانستان کے اندرونی معاملات میں دخل نہیں دینا چاہتا۔ ◐ 11 جنوری کو کابل میں افغان وزارت دفاع کی عمارت کے باہر دھماکے میں 5 افراد ہلاک اور 50 زخمی ہو گئے۔ ◐ 7 جنوری کو افغان وزارت خارجہ نے کراچی کی جیلوں سے 524 افغان قیدیوں کی رہائی کی تصدیق کی۔ ◐ 7 جنوری کو واشنگٹن پوسٹ نے مضمون شائع کیا کہ طالبان حکومت کابل میں وسیع پیمانے پر ترقیاتی کام کروا رہی ہے۔ ◐ برطانوی شہزادے ہیری نے اپنی کتاب میں افغانستان تعیناتی کے دوران 25 افغانوں کی ہلاکت کا اعتراف کیا۔ اس پر افغان حکومت کے ترجمان نے کہا کہ افغان اس جرم کو کبھی نہیں بھول سکتے۔ انہوں نے کہا کہ سب جارحیت کرنے والوں نے ایسے ہی کام کیے۔ ◐ 3 جنوری کو افغان وزیر ریلوے نے پاکستان کا دورہ کیا اور کہا کہ افغانستان ریلوے کے منصوبے پاکستان افغان ٹرانس کے لئے تیار ہے جس سے طورخم اور مزار شریف کے درمیان ریل کے ذریعے تجارت شروع ہو جائے گی۔ ◐ افغان حکومت نے خواتین کی یونیورسٹیوں میں تعلیم پر پابندی عائد کر دی تھی۔ اس فیصلے کے متعلق بین الاقوامی طور پر کافی مذمت ہو رہی ہے۔

بقیہ از سائنس اور مذہب میں مقاربت و مغایرت — **مصادر و مراجع**

1۔ عبدالوکیل، ابوعلی، اسلام، سائنس اور مسلمان، علم و عرفان پبلشرز لاہور

2۔ سلطان بشیر محمود، میجر امیر افضل خان ''قرآن پاک ایک چیلنج ایک سائنسی معجزہ''، القرآن الحکیم ریسرچ فاؤنڈیشن اسلام آباد

3۔ امام راغب اصفہانی، مفردات القرآن، مطبع عرفان فضل پریس، س ن

4۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور، ج 13، 2014

5۔ پروفیسر ڈاکٹر فضل کریم، ''قرآن اور جدید سائنسی انکشافات'' 2003، فیروز سنز پرائیوٹ لمیٹڈ لاہور

6۔ مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ادارہ المعارف کراچی

7۔ تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ ''علامہ اقبال کے انگریزی خطبات کا ترجمہ'' کلب روڈ لاہور، 1994

thing that can't come back is our families. No amount of love, friendship, money and status can fill the void of the love for our families. In our Deen families are of great priority

"Worship Allah and join none with Him in worship, and do good to parents," [Quran, 4:36].

"Best of you are best to their family"
[Hadees-e-Nabwi (S.A.W)]

The Hadees clearly states that the best of us are not the ones that are good to the poor, security guards, elderly etc but they are the ones that are the best to their families. They are the ones who invest their time, love and respect into relationships, they are the ones who make up after a fight, no matter what they prioritize their family over their ego, and that is exactly what we should do.

3-Finances

In Pakistan, most of the youth does not put effort into planning their finances as most of them are sponsored by their parents. They are more focused on education and getting degrees rather than they are on their passions. Mostly people pursue the careers their parents picked for them and have little to interest on them. Everyone whether a boy or a girl should learn to keep their finances under control, they can do so by learning how to budget. If you are good at something you can start a small/side business in order to be financially independent. Don't forget to donate a portion of your income to charity so that there is Barakah in your earnings.

analyze the condition of our faith and take steps to make it stronger. We should set goals for our faith and beliefs just like we do for our education, relationships etc. This Dunya is not worth losing our ‘Deen’ for. We should put effort, into our relationship with Allah, more effort, than we put in our worldly relationships because they will not rescue us on the day of Qayamah. The only thing that will save us on that day will be the mercy of Allah and it is only possible if we have a strong relationship with Him (we have a strong ema'an)
We can do so by

- Offer our 5 daily prayers (if you are already doing this add Sunnah and Nawafil prayers)
- Read at least 7-10 Minutes of Quran daily
- Morning/evening Azkaar
- Du'a
- Tawakal Al Allah

2-Family

After Allah and Rasool (S.A.W) our priority should be our families. Our family includes our closest relatives and friends. According to a psychological research that was conducted in an Hospital ICU, the patients were asked a series of questions revolving around their biggest regrets, nobody said anything about money, status etc all they said was that they wished to spend more time with their families. In our youth we have got a lot on our plate and it's difficult for us to make time for our loved ones but we should try to spend a chunk of our time every day with our families.

People in their youth usually take their family for granted, blame them for their issues (especially parents) but everything can come back, the one

QUARTER-LIFE CRISIS

(Part-I)

Amatullah Hadia

This article is my perception as/for a Modern teen/ tween who wants to balance 'Deen' and 'Dunya' in order to enjoy the best of both worlds.

'Quarter Life Crisis' is a term used in psychology that refers to the usual problems faced by the people in their late teens and early to mid-twenties. These are different for both girls and boys, but the solution is quite simple. The usual problems faced by the youth are that they are worried about their faith, studies, relationships, health (physical, mental, spiritual), keeping up with the society's trends, adulting /maturing etc. All of these problems can be solved by adopting good habits and letting go off the bad ones little by little.

The path towards a better Muslim is never covered by running towards the goals, it's always done in CONSISTENT baby steps. In order to adopt a lifestyle that will benefit you in this world and the next, you need to take care of 7 Fs.

1-Faith

First and foremost comes our faith. Every day, just take a few minutes out of our daily routines look into ourselves to

فرمودۂ اقبال

کشمیر اور فلسطین پر ہنود و یہود نے غاصبانہ قبضہ کر کے مسلمانوں کے لیے عرصۂ حیات تنگ کر رکھا ہے۔ پہلے برطانیہ کا منحوس استعمار اور اب امریکہ گزشتہ ایک صدی سے ان مسلم اکثریت کے علاقوں میں ریاستی دہشت گردی کروا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ برطانیہ کے بعد امریکہ بھی زوال سے دوچار ہو کر جلد اپنے انجام کو پہنچے گا۔

آج وہ کشمیر ہے محکوم و مجبور و فقیر
کل جسے اہلِ نظر کہتے تھے ایرانِ صغیر
سینۂ افلاک سے اٹھتی ہے آہِ سوز ناک
مردِ حق ہوتا ہے جب مرعوبِ سلطان و امیر
کہہ رہا ہے داستاں بیدردیٔ ایام کی
کوہ کے دامن میں وہ غم خانۂ دہقانِ پیر
آہ یہ قومِ نجیب و چرب دست و تر دماغ!
ہے کہاں روزِ مکافات اے خدائے دیر گیر؟

الحمد للہ

مکتبہ قرآن اکیڈمی جھنگ

کی مطبوعات

خیریت تعلّم و تعلیم قرآن مجید اور ہماری ذمہ داریاں	16/-
جنوبی ایشیا میں مسلم بیداری کے سو سال (1910ء۔2010ء)	240/-
یاجوج ماجوج؟	350/-
21 اسلامی انقلابی شخصیّات (حصّہ اوّل)	120/-
21 اسلامی انقلابی شخصیّات (حصّہ دوم)	130/-
21 اسلامی انقلابی شخصیّات (حصّہ سوم)	120/-
21 اسلامی انقلابی شخصیّات (مکمّل)	زیرِطبع دوم
صہیونیّت قرآن مجید کے آئینے میں	425/-
10 علاماتِ قیامت حدیث مبارکہ کی وضاحت	165/-
اُمت مسلمہ کے مستقبل کی تشکیلِ نو میں اہل قلم کا رول	50/-
درسِ قرآن کی تیاری کیسے کریں؟	120/-
تعمیرِ سیرت و کردار	450/-
قرآن مجید کے حقوق	40/-
بھارت اور پاکستان کے مابین مذہبی، سیاسی اور نفسیاتی کشاکش کا انجام؟	65/-
بصری مشاہدہ و نظری حقیقت	170/-

Vol 17
CPL No: FD 30/07
HIKMAT-E-BAALGHA
FEBRUARY 2023
No 02

فکرِ فاروقیؒ

یقین کیجیے___احتجاج کی صدا بلند رکھنا ہمارا فرض ہے اور دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا ہمارا ایمان ___ مگر مغربی اقوام کے ذہن کا خناس (اور فرعونیت) کبھی احتجاج کی زبان کو اہمیت نہیں دے گا۔ ہمیں بیدار ہونا چاہیے اور متحد ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہیے۔ ملک خداداد پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کا نفاذ ضروری ہے اگر یہاں اگلے الیکشن میں حضرت محمد ﷺ کے سچے اُمتی اور حقیقی غلامانِ مصطفٰے اقتدار میں آجائیں تو دیکھئے یہ توہین آمیز کارروائیاں اور مسلمانوں کا دل جلانے والے اقدامات کا راتوں رات خاتمہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے وہ ہمیں سچی توبہ کرنے اور حضرت محمد ﷺ کا سچا اُمتی بننے کی ہمت اور شوق دے۔ بقول اقبال ؎

ترپنے، پھڑکنے کی توفیق دے
دلِ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، سوزِ صدیق رضی اللہ عنہ دے

اگر یہ دولت ہمیں میسر آجائے تو پھر صہیونیت کو سانپ سونگھ جائے گا، مغربی بے غیرت اور بے حیا اقوام کو لباس یاد آجائے گا اور اسلام، پیغمبر اسلام (حضرت محمد ﷺ) اور مسلمان کا نام ادب سے (باوضو ہو کر) لینے پر مجبور ہو جائیں گے۔ ہمارا ماضی، ہمارے معتقدات، ہماری ثقافت، ARTS، ہماری محبوب شخصیات دنیا میں پہچانی جانے لگیں گی اور آج کی مادر پدر آزاد انسانیت کی زبان پر اللہ، آخرت اور وحی کے الفاظ آجائیں گے۔ اگر ہم اس جاری احتجاج کے ساتھ درون بینی (INWARD LOOKING) کا اہتمام کریں اور ایک حقیقی اسلامی ریاست دنیا میں بنا دیں تو 'خاکے اور توہین بند کرو' کے مطالبہ کی بجائے اسلام کے غلبے کی جدوجہد کا راستہ یقیناً زیادہ صحیح، مختصر اور آسان راستہ ثابت ہوگا۔ و ما ذالك على الله بعزيز

(از حکمت بالغہ نومبر 12ء)